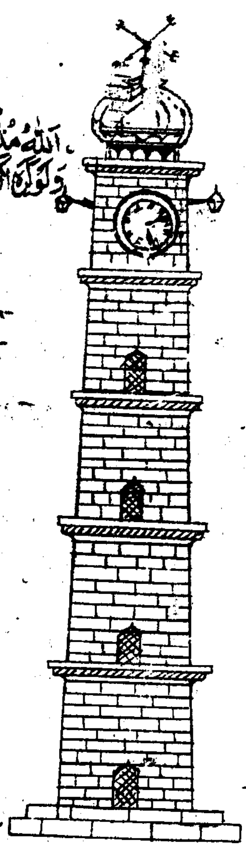
بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم



ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم
انہ اوی القریۃ

الحکم

دار الامان قادیان

چہ گویم با تو گرائی چا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۴۱ | دارالامان قادیان ۱۶ شعبان سنہ ۱۳۲۰ مطابق ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۰۲ء روز دوشنبہ | جلد ۶

امام الزمان کی ڈائری

یکم نومبر سنہ ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر

مسیح کی آمد ثانی ہمارے مخالف اہل مسیح کی آمد ثانی کا ثبوت قرآن سے نہیں دے سکتے کیونکہ آیت فلما توفیتنی اس کے خلاف پڑی ہوئی ہے۔ جب ان سے یہ سوال ہوا کہ کیا تو نے کہا تھا کہ مجھکو اور میری ماں کو خدا بناؤ۔ اس کے جواب میں مسیح علیہ السلام اپنا تبریہ کرتے ہوئے . . . . اور یہ کہتے ہیں کہ جب تک میں اُن میں رہا میں اُن کا نگران رہا۔ مگر جب تو نے مجھے وفات دیدی تو تو ہی اُن کا نگران تھا اب یہ کیسی صاف بات ہے کہ اگر مسیح قیامت سے پہلے اس دنیا میں دوبارہ آئے تھے اور انھوں نے سب کو مسلمان کیا تھا تو یہ جواب انھوں نے کیا دیا؟ ان کو تو کہنا چاہیے تھا کہ میں نے تو صلیبوں کو توڑا ہے اور کافروں کو مسلمان کیا ہے وغیرہ وغیرہ نہ یہ کہ مجھے خبر ہی نہیں اس آیت پر حضرت اقدس نے لمبی تقریر کی جو بار ہا الحکم میں چھپ چکی ہے کہ یہ آیت نہ صرف انکی موت کا ثبوت دیتی ہے بلکہ انکی آمد ثانی کو بھی روکتی ہے۔ ورنہ ان کا یہ کلام بالکل جھوٹا ماننا پڑے گا

ہمارے مخالفین کے پاس

ہمارے مخالف اور حدیث — بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ حدیثوں کا ایک طومار پیش کرتے ہیں مگر وہ اتنا نہیں جانتے کہ حدیث قرآن پر مقدم نہیں ہو سکتی۔ یہ ہم پر افترا کرتے ہیں کہ ہم حدیث کو نہیں مانتے حالانکہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ **ضعیف سے ضعیف حدیث پر بھی عمل کر لینا چاہیے اگر وہ قرآن کے معارض نہ ہو۔** مگر وہ باوجودیکہ قرآن پر حدیث کو مقدم کرتے ہیں اور قاضی ٹھیراتے ہیں لیکن پھر بھی اس کی اتنی بڑی عزت نہیں کرتے۔ چنانچہ حنفی رفع یدین کی حدیثوں کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے اور اُن پر عمل برا سمجھتے ہیں اور انھیں بیکار چھوڑتے ہیں ایسا ہی دوسرے فرقوں کا حال ہے۔ کہ وہ حدیث کی خود بھی عزت نہیں کرتے۔ پھر احادیث کو وہ خود ظنی سمجھتے ہیں اور ظن وہ ہے جسمیں احتمال کذب ہو۔ پھر ظن یقین دکتابُ اللہ پر حکم اور قاضی کسطرح ہو سکتا ہے؟ قرآن شریف مقبول فریقین ہے اور حدیث مقبول فریقین نہیں ہے۔

ہم یہ بھی پوچھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسقدر اہتمام قرآن شریف کے لکھانے کا کیا ہے احادیث کا کہاں کیا ہے؟ اور علاوہ بریں کوئی حدیث ہی ہمکو دکھاؤ جس میں آپ نے پیشگوئی کی ہو کہ میرے بعد فلاں فلاں شخص آئے گا اور وہ احادیث کو جمع کرے گا۔

حدیث اور ہم ہمارا مذہب اور اعتقاد حدیث کے متعلق یہ ہے کہ ہم ہر حدیث کو جو قرآن شریف سے معارض اور سنت کے مخالف نہ ہو مانتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس پر عمل کریں خواہ وہ محدثین کے نزدیک ضعیف سے ضعیف بھی ہو

اصل میں تین چیزیں ہیں جو میں نے کئی بار بیان کی ہیں

کتاب سنّۃ اور حدیث

یعنی کتاب۔ سنّۃ اور حدیث کتابُ الله سب سے مقدم ہے جو خدا تعالےٰ کا کلام ہے۔ اور سُنّۃ کے معنی روش اور راہ کے ہیں یا دوسرے لفظوں میں اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک عمل کہو + جو کچھ آپ کو حکم ہوتا تھا آپ اُسے کرکے دکھا دیتے تھے اس کرکے دکھا دینے کا نام سُنّۃ ہے

ان لوگوں کو یہ غلطی لگی ہوئی ہے کہ سنّۃ اور حدیث کو ایک ہی قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ دونوں الگ ہیں۔ اور اگر حدیث جو آپ کے بعد ڈیڑھ سو دو سو برس کے بعد لکھی گئی نہ بھی ہوتی تب بھی سُنّۃ مفقود نہیں ہوسکتی تھی کیونکہ یہ سلسلہ تو جب سے قرآن نازل ہونا شروع ہوا ساتھ ساتھ چلا آتا ہے۔ اور حدیث وہ اقوال ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے نکلے اور پھر آپ کے بعد دوسری صدیوں میں لکھے گئے + (اس مضمون پر الحکم میں پہلے ایک مبسوط مضمون نکل چکا ہے اس لیے اسقدر تخلص پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر)

مباحثہ کیلیے ہدایات

حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالےٰ کے اعلام و الہام کے موافق اب تو آتھم میں زبانی مباحثوں کو ختم کرچکے ہیں لیکن ہماری جماعت کو جب بعض مقامات پر اس قسم کے موقع پیش آجاتے ہیں تو تبلیغ اور اشاعت کے طور پر چھوٹے چھوٹے مباحثے بھی ہوجاتے ہیں۔ فرمایا مباحثوں میں ہمیں اسی طریق کو اختیار کرنا چاہیے کہ قرآن شریف کو مقدم کریں اور حدیث کو قرآن پر قاضی نہ ٹھیرائیں۔ کیونکہ سلف نے بھی حدیث کو قرآن پر مقدم نہیں کیا اور احادیث کی صحت کا معیار قرآن شریف کو رکھیں جو حدیث قرآن کے متعارض اور سُنّۃ کے مخالف ہو اُسے چھوڑ دیا جاوے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ سوالات پہلے سے مرتب کرلیے جاویں۔ ان اصولوں کو مدنظر رکھکر کلام کیا جاوے

نزول المسیح اور احادیث

یہ لوگ اپنی جہالت سے دھوکا دہی کیلیے احادیث کے ذخیرہ کے سوا اور کچھ نہیں پیش کرتے بعض وقت نزول مسیح کی جو احادیث ہیں انکو پیش کرتے ہیں + اور اس سے یہ مراد لیتے ہیں کہ وہ آسمان سے اُترے گا۔ ہم نزول مسیح کی حدیثوں کو تو صحیح سمجھتے ہیں مگر ان نادانوں کو یہ معلوم نہیں کہ نزول کے کیا معنے ہیں۔ نزول سے یہ ضروری نہیں کہ آسمان سے ہی وہ چیز آتی ہوئی دکھائی دیتی ہو۔ قرآن شریف میں کیا نہیں لکھا کہ ہم نے آسمان سے لوہا اتارا۔ مویشی اتارے۔ کپڑے اُتارے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُتارا۔ وغیرہ وغیرہ اب کوئی بتاوے کہ کیا یہ چیزیں آسمان سے اُترتی ہوئی کسی نے دیکھی ہیں ؟ ہرگز نہیں۔

+ نزول مسیح کا سِرّ

پھر نزول کا لفظ کیوں اختیار کیا گیا اسمیں کیا سِرّ ہے ؟ اس لفظ کے اختیار کرنے میں اللہ تعالےٰ نے ایک سِرّ رکھا ہے اگرچہ احادیث میں بَعْث کا لفظ بھی آیا ہے جس نے اس لفظ کے معنے کر دیے ہیں تاہم لفظ نزول میں اللہ تعالیٰ نے یہ راز رکھا ہے کہ اسوقت تمام برکات زمین سے اُٹھکر آسمان پر چلی جاویں گی۔ اور پھر جو کچھ آئے گا وہ آسمان سے آئے گا (ایڈیٹر صدق رسول اللہ) یَا رَسُوْلَ اللهِ لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ مِنْ اَبْنَاءِ فَارِس۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ ابن فارس ایمان کو ثریا سے لائے گا تو اُسکا نزول ہوگا یا کیا ؟) غرض چونکہ ایمان اور اُس کے برکات زمین پر نہیں رہے اس لیے ان برکات اور ثمرات کو لانیوالے کے نزول کا ذکر فرمایا۔

دیکھو پانی آسمان سے آتا ہے حالانکہ زمین پر بھی پانی ہوتا ہے۔ اسپر کوئی اعتراض نہیں کرتا کہ قرآن میں یہ کیوں لکھا ہے کہ آسمان سے پانی اُتارا۔

اصل بات یہ ہے کہ اگر آسمان سے پانی نہ آوے تو زمینی پانی کنوؤں اور چشموں کے خشک ہوجاتے ہیں۔ اس لیے آسمان کا پانی مقدم ہے نبی اور مامور ہمیشہ آسمان سے ہی آتے ہیں اگرچہ وہ اسی زمین پر چلتے پھرتے ہیں۔ مگر وہ اصل ان تعلقات کی وجہ سے جو انکے آسمان سے ہوتے ہیں وہ آسمانی کہلاتے ہیں۔

وان من اهل الکتب الا لیومنن به قبل موته

ہمارے مخالف اس آیت کو بھی پیش کیا کرتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ مسیح کی موت سے پہلے تمام اہل کتاب مومن ہوجائینگے انکو اتنا معلوم نہیں کہ موته کی ضمیر اس طرف نہیں جاتی۔ تفسیر مظہری میں اس آیت پر خوب بحث کی گئی ہے اور انھوں نے دوسری قراءت قبل موتهم کی لکھی ہے اور ابوهریرہ کی حدیث جو اسکی تائید میں احمق پیش کرتے ہیں اسپر بھی جرح کیگئی ہے خود انہوں نے مانا ہے کہ ابوہریرہ کی درایت ٹھیک نہیں۔

علاوہ بریں یہ معنی قرآن شریف کے صریح مخالف ہیں اس لیے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسی علیہ السلام ہی کو مخاطب کرکے فرمایا ہے وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیمة اب اس آیۃ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ منکرین کا وجود قیامۃ تک رہیگا۔ کیونکہ اگر منکرین ہی کا وجود نہیں تو پھر غلبہ کیسا۔؟ پھر دوسری جگہ فرمایا والقینا بینهم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیمة اور پھر تیسری جگہ فرمایا واغرینا بینهم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیمة ان سب آیتوں پر یکجائی نظر کرنے کے بعد یہ بات بالکل صاف ہوجاتی ہے کہ کل فرقے باقی رہینگے یہ کہنا کہ کل مسلمان * ہوجائیں گے غلط ہے

حَکَم

آنے والے مسیح کا نام حَکَم رکھا گیا ہے یہ نام خود اشارہ کرتا ہے کہ اسوقت غلطیاں ہونگی اور مختلف الرائے ... لوگ موجود ہوں گے۔ پھر اسی کا فیصلہ ناطق ہوگا۔ اگر اُسے ہر قسم کی باتیں مان لینی تھیں تو پھر اُسکا نام حَکَم ہی کیوں رکھا گیا ؟

ایک لطیف دلیل

ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ مسیح آسمان سے اُترے گا + بہت خوب اگر آسمان سے اُترنا مسیح موعود کا ... نشان ہے پھر ہمارے مخالف بتائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنیوالے مسیح کا حلیہ کیوں بتایا ؟ جب آسمان سے اُترتا ہوا دکھائی دیگا تو پھر کون اُسکا انکار کرے گا ؟ اور پھر ایک مشکل اور ہے کہ ایکطرف تو اس کا یہ کھلا کھلا نشان ہے پھر دوسری طرف یہ بھی

+ فٹ نوٹ۔ ماموریں اللہ کا نزول یہ بھی ہوتا ہے۔ جب وہ اپنی پوری قوت اور طاقت اور جلال کے ساتھ ظاہر ہو اُسکی سچائی عام طور پر پھیل جاوے اور خلق اللہ کیطرف جب وہ اپنی توجہ اور شفقت کے ساتھ مبعوث ہوتا ہے اسوقت بھی اُسکا نزول ہوتا ہے یعنی مامور کا مامور

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ

یہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ اس آیت سے مسیح کی حیات ثابت ہوتی ہے مگر افسوس ہے کہ ان کو اتنا معلوم نہیں کہ ساعت کے معنے صرف قیامت ہی نہیں ہوتے۔ اصل یہ ہے کہ یہودیوں کو کہا گیا تھا کہ مسیح تمہارے ادبار کی نشانی ہے اس کے بعد تم میں سلسلہ نبوت کا ختم ہو جائیگا اور بنی اسماعیل میں منتقل ہوگا ساعۃ عذاب کی گھڑی کو کہتے ہیں چنانچہ مسیح کے آنے پر ایسا ہی ہوا۔ ایک دوسری آیت بھی مثلاً لبنی اسرائیل اور لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داؤد و عیسی ابن مریم بھی اسکی تائید کرتی ہیں۔ پس اس کے یہی معنے ہیں کہ مسیح یہود کی بربادی کی ساعت کا نشان تھا اس کے بعد ان میں نبوت کا خاتمہ ہو جائے گا۔

ایلیا کی نظیر

ہمارا آنا اللہ تعالیٰ کی سنت قدیمہ کے موافق ہے اور اسکی نظیر موجود ہے یہودی ایلیاس کے آنے کے منتظر تھے مگر جب انھوں نے حضرت مسیح کے سامنے یہ سوال پیش کیا کہ ایلیا کہاں ہے تو اس نے اسکا آنا بروزی رنگ ہی میں بتایا اور یوحنا کی نسبت کہا کہ آنے والا ایلیا یہی ہے چاہو تو قبول کرو۔ یہودیوں نے اسکو تسلیم نہ کیا کیونکہ ان کے ہاں پہلے کوئی نظیر نہ تھی اب فیصلہ تو خود مسیح ہی کا کیا ہوا ہے جسکو لیے اب یہ اسقدر ٹکریں مارتے ہیں۔

یہودیوں نے جب مسیح کا یہ فیصلہ سنا تو وہ یوحنا کے پاس گئے اور اس سے پوچھا مگر انکو اسکا علم ابھی نہیں دیا گیا تھا انھوں نے انکار کر دیا۔

اس سے انکی کسر شان نہیں ہوتی پیغمبروں کے لیے اجمال جائز ہے بعض امور ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی تفصیل نہیں کھلتی جیسے مثلاً قیامت ہی کے متعلق دیکھو۔

غرض یہاں یہ نظیر موجود ہے اور خود مسیح ہی کا فیصلہ ہے۔ جو چاہے قبول کرے۔

موت و حیات کے مسئلہ میں رسول اللہ کی سنتہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا تھا وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اس کے موافق اپنے وفات پائی گویا اپنی سنتہ سے ثابت کر دیا کہ باقی نبی بھی فوت ہو گئے۔

قرآن کریم

قرآن شریف کو جو مجمل و ضامت کہتے ہیں یہ غلط ہے قرآن تو خود کہتا ہے بینات من الھدیٰ اور تفصیلاً لکل شیٔ اور اسکا نام فرقان رکھا گیا ہے اگر کوئی بات کھولکر بیان نہیں کرتا تو پھر اس کا نام فرقان کیونکر ہوگا؟ یہ لوگ قرآن کی عزت نہیں کرتے پھر الیوم اکملت لکم دینکم کیوں کہا گیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تو قرآن شریف ہی تک تھی جب قرآن کامل ہو گیا تو اس کے بعد بہت جلد آپ کا انتقال ہو گیا۔

جسکا خدا کے ساتھ خالص تعلق ہو اللہ تعالیٰ اسکو رسوائی کی موت مارے گا یہ ناممکن ہے

دل کے فعل پر اللہ تعالیٰ مؤاخذہ نہیں کرتا۔ جب تک اسپر عزیمۃ نہ کرلے۔ اس لیے آدم کی بابت فرمایا وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا۔
(اسپر پہلے الحکم میں ایک نوٹ لکھا گیا ہے)

خرگوش کی حلت حرمت پر سوال کیا گیا فرمایا خرگوش اسکی حرمت خدا نے بیان نہیں کی اور نہ احادیث میں اسکا ذکر ہے

امام اعظم اور حدیث

یہ جو کہا جاتا ہے کہ امام اعظم کو حدیث نہیں ملی یہ بالکل غلط ہے اصل یہ ہے کہ انھوں نے قرآن کو حدیث پر مقدم کیا تھا اور وہ بوجہ اشتغال قرآن کریم اور اس سے استنباط کرنیکی حدیث کیطرف توجہ

۲ نومبر ۱۹۰۲ء

مسیح کی سیٔر

اس امر کا تذکرہ تھا کہ بعض نادان ملا جب ہر طرح مقابلہ سے عاجز آجاتے ہیں تو پھر اتمام حجت کے لیے کہا جاتا ہے تو فصیح بلیغ عربی نویسی میں مقابلہ کرو تو یہ کہکر پیچھا چھڑاتے ہیں کہ ان کتابوں میں غلطیاں ہیں فرمایا۔ غلطیاں نکالنے کا جو دعوی کرتے ہیں اسمیں تو یہ امر بجائے خود تنقیح طلب ہے کہ جو غلطی انھوں نے نکالی ہے خود انکی اپنی ہی غلطی تو نہیں۔ مولوی محمد حسین صاحب نے عجبت لامری پر جب اعتراض کیا کو لازم صدمہ نہیں بلکہ پیش آتا ہے تو اسے کیسا شرمندہ ہونا پڑا۔ بالمقابل لکھکر تو دکھائیں دعوت تو لکھنے کی ہے نہ غلطیاں نکالنے کی اور پھر ایسی حالت میں یہ بہانہ کب چل سکتا ہے جب اپنی نکالی ہوئی غلطیوں میں خود ان کی ہی غلطیاں ہوں۔

۲۔ فرمایا جو شخص انکار کرتا ہے اُسکے دل پر انکار کی سیاہی رہ جاتی ہے۔

۳۔ فرمایا وعید میں حق لازم نہیں آتا کہ اسی طرح ہو۔ بلکہ صدقہ خیرات رد بلا کا ذریعہ ہر قوم اور ہر ملک میں سمجھا گیا ہے یونس نبی کی پیشگوئی کے موافق کیوں عذاب نہ آیا جب قوم نے توبہ کرلی اور رجوع کر لیا حضرت یونس نے کہا کہ لن ارجع کذابا۔ اب دیکھلو کہ خود حضرت یونس کو اپنی پیشگوئی کا خیال تھا مگر خدا تعالیٰ نے اپنے قانون اور سنت کو نہیں بدلا انھوں نے توبہ کی خدا نے عذاب ٹلا دیا۔

انذاری پیشگوئیاں توبہ کے ساتھ مشروط ہوتی ہیں توریت کی پیشگوئیوں کو دیکھو جنمیں قوم کو ہلاک کرنے کی کیسی کیسی وعیدیں ہیں مگر پھر اسی توریت میں موجود ہے کہ خدا نے ان کو بچا لیا۔

اسلیے قرآن شریف میں وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم فرمایا یعنی بعض کا لفظ اسمیں رکھا ہے کل نہیں فرمایا۔

حضرت مسیح کی پیشگوئیوں کو دیکھو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا واقعہ حدیبیہ اور حضرت عمر کے دل میں اسپر ایک وسوسہ سا پیدا ہوا یہ آپکا اجتہاد تھا پھر ایسا ہی ہجرت کے متعلق آپ نے یمامہ سمجھا اور وہ مدینہ نکلا۔ نبی بھی آخر انسان ہی ہوتے ہیں خدا پر ضروری نہیں کہ امور غیب کے تمام اسرار اُنپر کھولدے۔

۴۔ آتھم والی پیشگوئی کا تذکرہ ہوا جو بارہا ہم لکھ چکے ہیں

۵۔ عذاب ہمیشہ گالیوں اور شرارت پر آیا کرتا ہے نرے انکار سے عذاب نہیں آتا اس لیے خدا تعالیٰ نے یوم الدین مقرر کیا۔ **مغضوب علیھم** اسی لیے کہا کہ ان پر دنیا میں عذاب آیا۔ ورنہ **ضالین** بھی قیامت کو تو مغضوب ہوں گے۔

۵۔ معجزات جو نبوۃ کی جزو ہیں وہ عوام کیلیے ہوتے ہیں خواص کو معجزات کی ضرورت نہیں

حقائق و معارف سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔

دربار شام

مولویوں کے ان ہتکھنڈوں کا ذکر ہوتا رہا جو وہ مباحثات میں استعمال کرتے ہیں۔ حضرت حکیم الامۃ اور مولوی عبدالکریم صاحب نے اپنے مباحثات میں جو چالیں ان لوگوں کی دیکھی تھیں انکا ذکر کیا۔

۳۔ نومبر ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر

حضرت اقدس اتمام حجت کیلیے ایک اشتہار کا ارادہ فرماتے ہیں اسکا ذکر مختلف رنگوں اور پہلوؤں پر ہوا ضمناً فرمایا "انجام متقی کے لیے ہے"

دربار شام ۵ نومبر ۱۹۰۲ء

جدید اعجازی تصنیف کے متعلق ذکر کرکے فرمایا کہ میں جسطرح کلمہ پر شہادت دیتا ہوں اسی بصیرۃ اور یقین کے ساتھ میں اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ یہ خدا تعالے کی تائید اور نصرت ہے اور ایک عظیم الشان کلام **معجزہ ہے**

جس کی نظیر لانے پر کوئی قادر نہیں ہوگا

بہت سے شعر ایسے ہیں کہ الہامی ہیں میں اسطرح کو بیان نہیں کر سکتا۔ جسطرح پر یہ خدا کیطرف سے آتے ہیں + کوئی فکر اور غور کی ضرورت نہیں پڑتی + خود بخود چلے آتے ہیں + اور دلمیں ایک القا ہوتا چلا جاتا ہے +

وحی کی دو قسم

وحی کی دو قسم ہوتی ہے ایک خفی اور ایک جلی۔ یہ وحی جو اس تصنیف میں ہو رہی ہے یہ وحی خفی ہے اس میں عیبت حس نہیں ہوتی اور نہ قوۃ متفکرہ سے کام لینا پڑتا ہے + میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ امور میں کسطرح پر بیان کروں جو دوسرے اسکو سمجھ لیں۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ جیسے ایک نالی چلتی ہے اسطرح پر یہ مضامین آتے ہیں۔ خدا تعالے اسوقت فوق العادۃ طاقت دے رہا ہے اور سارے سامان اس نے پہلے سے مہیا کر دیے ہیں

قرآن کریم اور مقامات حریری وغیرہ

قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت کے دعوی پر بعض نادان آریہ اور عیسائی بھی کہتے ہیں کہ مقامات حریری وغیرہ بھی فصیح و بلیغ ہیں مگر وہ یہ نہیں بتا سکتے کہ انہیں یہ دعوی کہاں کیا گیا ہے اور ان کتابوں میں کہاں پر یہ بتصریح لکھا گیا ہے کہ قرآن کی تحدی کے مقابلہ میں ہیں اور علاوہ ازیں انکو قرآن کے مقابلہ میں پیش کرنا بالکل لغو ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں حقائق اور معارف کو بیان کیا گیا ہے اور ان کتابوں میں صرف لفظوں کا اتباع کیا گیا ہے واقعات سے کوئی غرض ہی نہیں رکھی گئی ہے۔

معتقدوں کی خوش قسمتی

فرمایا کہ تم لوگ بڑے ہی خوش قسمت ہو کہ اللہ تعالے نے اپنے فضل سے تمہارے دل کھولدیے۔ اللہ تعالے نے تمہیں سمجھا دیا۔ ورنہ امر جو بڑے بڑے مولویوں پر مخفی رہا اور مشتبہ ہو گیا وہ تمہیں سمجھا دیا گیا۔ اور تم ماننے والوں میں ٹھیرے

ایک شخص نے دعا کے لیے عرض کیا اور فرمایا میں نے تو اپنا یہ وظیفہ بنا رکھا ہے۔ پانچوں وقت اپنی جماعت کے لیے دعا کرتا ہوں

---

۱۰ نومبر ۱۹۰۲ء

ہمارے مخدوم جناب **خواجہ کمال الدین** صاحب کوہاٹ کیطرف سے ہوتے ہوے تشریف لائے انھوں نے اس علاقے کے لوگوں میں جو غلط فہمی مخالفوں کیطرف سے پھیلائی گئی ہے اُسکا ذکر کیا کہ سخنہ ہند کے ضمیمہ نے حضور سے منسوب کرکے ایک لیکچر لکھا جس نے لوگوں کو گمراہ کیا ہے مناسب ہو تو اسپر توجہ کی جاوے۔ فرمایا یہاں وہ ضمیمہ مردار کی بھی بڑھ کر نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے + یہ ضروری ہے کہ یہ لوگ ہر طرح زور لگائیں آپ دیکھتے ہیں کہ ... باوجود ایسی حالتوں کے دن بدن ترقی ہو رہی ہے اور ایسے طور پر کہ ہماری سمجھ میں بھی نہیں آتا + اصل بات یہ ہے کہ جبتک تپش نہ ہو برسات نہیں ہوتی۔ یہ لوگ اسی تپش کے مصداق ہیں۔ جس کے پیچھے ایک زور کی برسات آتی ہے۔

ابو جہل وغیرہ کسقدر شرارتیں کرتے تھے یہانتک کہ بدر میں اس نے مباہلہ بھی کر لیا کہ یا اللہ ہم دونوں میں جو شخص زمین میں فساد ڈالتا اور قطع رحمی کرتا ہے اسے ہلاک کر اور اُسی روز وہ آپ ہلاک ہوا۔

بعض امور ایسے ہوتے ہیں کہ بظاہر سمجھ میں نہیں آتے ہیں۔ اس نے یہی سمجھا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھے بٹھلائے ایک شور ڈالدیا ہے ایک تفرقہ ہوگیا بھائی سے بھائی باپ سے بیٹا جدا ہو گیا ہے اس لیے یہ مباہلہ مفید ہوگا۔ مگر جو کچھ اس نے سمجھا تھا وہ غلط تھا آخر ہلاک ہوا

فتنۂ رحمت فتنۂ لعنت۔

اصل بات یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام کے آنے پر ایک فتنہ تو پیدا ہوتا ہے مگر وہ فتنہ رحمت ہوتا ہے اور اس فتنہ کی اصل غرض ایک اتحاد اور وحدت ہوتی ہے جو آخر میں قائم ہو جاتی ہے۔ فتنہ کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک فتنہ رحمت ہوتا ہے اور ایک فتنہ لعنت وہ فتنہ جس سے شر بڑھے اور فساد پھیلے لعنت کا موجب ہوتا ہے۔ مگر انبیا علیہم السلام کے فتنہ کا یہ ہوتا ہے کہ آخر خدا تعالیٰ سعیدوں کو نکال لاتا ہے اور انکی ایک پاک جماعت طیار کرتا ہے۔ یہ سعید کسی معجزہ سے برگزیدہ ہو کر نہیں آتے بلکہ مامور میں ایک کشش ہوتی ہے جو سعیدوں کو کھینچتی ہے۔

آجکل ہمارے سلسلہ کے خلاف بھی ایک عام شور پھیل گیا ہے یہانتک کہ بعض رافضیوں سے بڑھ کر لعنت کرتے اور گالیاں دیتے ہیں اور وہ اسکو عبادت سمجھتے ہیں مگر ایک قوم خدا نے طیار کی ہے جو اپنے اخلاص اور یقین میں یہانتک پہونچی ہوئی ہے کہ اس راہ میں انکا جان و مال حاضر ہے۔ ہم تو شرمندہ ہیں کہ ہم سے اس راہ میں کوشش نہیں۔ خود خدا تعالے نے ترقی کی راہیں کھولدی ہیں اور وہ لوگوں کو ہدایت کرتا ہے اور یہ اُسیکا کام ہے۔ آسمان پر اسقدر جوش ہے جو ہماری سمجھ میں نہیں آ سکتا۔

عیسائیت کا بودا شہتیر

خواجہ صاحب نے اپنا خواب بیان کیا کہ حضرت اقدس کا جو مقدمہ کشمیر میں مقابل تھا وہ فتح ہو گیا اسکی تعبیر میں یہ نکتہ بھی بیان کیا گیا کہ کشمیر کا مقدمہ تو قبر مسیح کا ہے اور اس کے فتح پانے پر عیسائیت کا کچھ باقی نہیں رہتا۔ فرمایا عیسائیوں نے تو فلسفہ اور طبعی پڑھ کر ... بدنام کیا۔ چھوٹے چھوٹے بچہ کا بھی اپنے مذہب کے متعلق کہیں ہاتھ پڑ سکتا ہے کہ عیسائیوں نے تو سارا بوجھ مسیح کی صلیب کے شہتیر پر رکھا ہے جسکے گرنے کے ساتھ ہی سب تجویز ہو جائیں گے۔

خود قیامت ہی کو ظاہر ہونگی۔ تب تجھے یہ ندامت کسی چیز کی تحقیر کیا اور اس سے فائدہ کیا ہوا؟

[illegible]

خواب میں گالی دینا خواجہ صاحب نے ایک اور خواب بیان کیا کہ خواب میں کسی نااہل نے اس سلسلہ کو گالیاں دیں اور انھوں نے اسکو پہلے حملہ کرنے کا موقع دیا آخر ایک تھپڑ مار کر غرق کر دیا فرمایا یہ بڑا عمدہ خواب ہے خواب میں گالیاں دینے والا مغلوب ہوتا ہے اور اسکی تعبیر میں استدلال یہاں سے کیا گیا ہے کہ چوروں کو گالیاں دیجاتی ہیں یا جو مقدمہ ہارتا ہے وہ گالیاں دیتا ہے۔ پس جو گالیاں دے وہ مغلوب ہوتا ہے جسکو دیجائیں وہ غالب۔

معمولی پنجابی نظموں کے بعد نماز عشا ہوئی اور اجلاس ختم ہوا۔

۱۱ نومبر ۱۹۰۲ء

ظہر و عصر فرمایا قرآن شریف کا معجزہ ابدی معجزہ ہے، قلت مقابلہ ہے ورنہ اگر سمجھانے والے ہوں تو اب بھی یہ اسیطرح سمجھ میں آسکتا ہے یہ نشان کلام کا جو خدا نے مجھے دیا ہے یہ بھی ایک شوکت اپنے ساتھ رکھتا ہے جب یہ معلوم ہوگا کہ اس کے ساتھ دس ہزار کا انعام ہے اور کسی نے اسکو قبول نہ کیا تو کس قدر اسکی عظمت ظاہر ہوگی۔

یہ عظیم الشان معجزہ ہے۔ کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ اسمیں ان واقعات کا تذکرہ ہے جو مباحثہ میں بمقام مد پیش آئے۔ اور یہیں سے اس عرصہ کا پتہ لگ سکتا ہے جسمیں یہ لکھا گیا۔ دو باتوں میں سے ایک کا اعتراف انکو کرنا پڑے گا یا اسکو معجزہ اور خارق عادت نشان مانیں گے یا اگر یہ کہیں کہ پہلے سے لکھا ہوا تھا تو پھر مجھے عالم الغیب مانیں گے۔

غرض اس **نشان کلام** کے متعلق جو اس ہفتہ میں خدا نے اپنے برگزیدہ رسول کی تائید میں ظاہر فرمایا اسکا تذکرہ فرماتے رہے

دربار شام بعد ادائے نماز مغرب حضرۃ اقدس حسب معمول شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے۔ تو

فارقلیط اور احمد کسی شخص کا اعتراض پیش کیا گیا کہ وہ کہتا ہے جب فارقلیط کے معنے حق و باطل میں فرق کرنیوالا کے تو قرآن شریف میں جو **مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ** والی پیشگوئی مسیح علیہ السلام کی زبانی بیان فرمائی گئی ہے وہ انجیل میں کہاں ہے۔؟

فرمایا یہ ہمارے لیے ضروری نہیں کہ ہم انجیل میں سے یہ پیشگوئی نکالتے پھریں۔ وہ محرف مبدل ہوگئی ہے۔ جو حصہ اسکا قرآن مجید کے خلاف نہیں اور قرآن نے اس کی تصدیق کی ہے وہ ہم مان لیں گے۔ فارقلیط کی پیشگوئی انجیل میں ہے اور اس کے معنی حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے اور یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام ہے کیونکہ قرآن کا نام اللہ تعالیٰ نے فرقان رکھا ہے اور آپ صاحب القرآن ہیں۔

اور پھر **اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ** میں لفظ لیط بھی آگیا ہے جس کے معنے شیطان کے ہیں۔ بہرحال فارقلیط آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام ہے اور آپ کا نام جو **احمد** ہے احمد کے معنے ہیں خدا تعالےٰ کی بہت حمد کرنے والا۔ اور آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر خدا کی حمد کرنے والا اور کون ہوگا؟ کیونکہ حق اور باطل میں آپ فرق کرنے والے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر وہی حمد کر سکتا ہے جو حق و باطل میں فرق کرے احمد وہی ہے جو شیطان کا حصہ دور کر کے خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال قائم کرنے والا ہو۔ پس آپ **فارقلیط** ہیں پھر اور دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ آپ احمد ہی ہیں گویا فارقلیط والی پیشگوئی بھی **احمد** ہی کے حق میں ہے۔

یاتون من کل فج عمیق حضرت اقدس کی پیشگوئی ایسی کثرت کے ساتھ پوری ہوئی ہے کہ اسکا شمار مشکل سے ہو سکتا ہے اور ہر روز یہ پیشگوئی اپنا نیا ظہور دکھاتی رہتی ہے۔ آج بھی ایک نوجوان مدراس سے کوئی چار سو کوس پرے سے وی ٹریا نام حضرت اقدس کی ملاقات کو آئے راستہ کی ناواقفی کیوجہ سے آپکو بڑی تکالیف اٹھانی پڑیں۔ مدراس سے آپ بمبئی گئے۔ اور پھر دہلی سے فیروزپور کیطرف گئے۔ غرض آج وہ قریب شام یہاں پہونچے۔ یہ نوجوان ہیں مگر شریفانہ خیال رکھتے ہیں۔ ابھی تک یہیں ٹھیرے ہوئے ہیں۔ حضرت اقدس سے شرف نیاز حاصل کیا اردو بہت کم بولتے ہیں ہاں سمجھ خوب لیتے ہیں تاہم حضرت اقدس ان سے مختصر حالات دریافت فرماتے رہے اور **يَاْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ** کے نشان پر کلام فرمایا۔

آتھم کی پیشگوئی کا تذکرہ ہوا۔ فرمایا یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ اسکا رجوع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دجال کہنے سے تھا نہ کہ عیسائیت سے ہی پیشگوئی کی اصل بنا اسکا یہ لفظ تھا جس سے اسنے اسیوقت رجوع کر لیا تھا اور ایک مرعوب صورت بنا کر زبان نکالی اور کانوں پر ہاتھ رکھکر کہا میں نہیں کہتا میں نہیں کہتا

پگٹ کا خط ہمارے مکرم بھائی مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر نے پگٹ کو ایک خط لکھا ہوا تھا اس کے جواب میں اس نے دو نوٹس انکو بھیجے ہیں وہ انھوں نے پڑھ کر سنائے۔ حضرت اقدس نے فرمایا معقول باتوں کی قدر ہوتی اور وہ پہچانی ہیں لیکن جاہلانہ باتوں کی رونق دو تین سطروں ہی میں جاتی رہتی ہے جھوٹے نبیوں اور مسیحیوں کا قدم پہلے لندن میں رکھا گیا اور سچے مسیح کی آواز اسکے بعد لندن میں پہونچے گی۔

۱۲ نومبر ۱۹۰۲ء

عصاء موسےٰ اور قرآن مجید قرآن مجید کے اعجاز پر کلام فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ ابدی معجزہ اور زندہ نشان ہے جو ہر وقت دکھایا جا سکتا ہے۔ عصاء موسیٰ کا جو معجزہ دکھایا گیا تھا اب اسکو کوئی کہاں سے لائے۔ وہ اگر ابدی ہوتا تو چاہیے تھا کہ اب تک کسی صندوق میں رکھا رہتا اور کچھ حصہ اس عصا کا سانپ بھی بنا ہوا ہوتا یہ فخر قرآن مجید کو ہی ہے۔

۲۔ پھر ڈوئی کا اخبار سنایا گیا۔ اور پنجابی نظم پڑھی گئی آخر رہی صاحب

چند باتیں ہوئیں اور آپ نے اُن کے اخلاص اور ہمت کو پسند فرمایا

۱۳ نومبر دربارِ شام

اہل اللہ کی زندگی اور اہل دنیا کی زندگی

اعجاز احمدی کی تصنیف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کیسی گذرتی ہوگی فرمایا اہل دنیا کی زندگی اور اہل اللہ کی زندگی میں منافات ہوتی ہے۔ اہل اللہ کی زندگی یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا کے مصداق ہوتی ہے۔ مگر اہل دنیا دنیا ہی کے لیے مرتے ہیں اگر ہم اسلام کی حقیقی زندگی کو پیش کریں تو یبیتون لربھم سجدا وقیاما کے مصداق زندگی ہی کو پیش کرینگے مگر افسوس ہے کہ اسکو پیش کرتے ہیں تو دنیا کے کیڑے ہنسی کرتے ہیں۔

فرمایا آج خدا اقرب ہو کر بھی دنیا کی نظر سے مخفی ہو گیا ہے مگر خدا چاہتا ہے کہ وہ شناخت کیا جاوے اور وہ شناخت کیا جائیگا۔

غزنویوں کی عقیدہ

فرمایا ایک بار مجھے امرتسر جانیکا اتفاق ہوا۔ بعض غزنوی مجھے ملے اور مجھے پینے کو چاء دی چونکہ میرے داہنے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہے میں اس سے نہیں پی سکتا۔ بیتے بائیں ہاتھ سے پی۔ یہ لوگ آگ ہو گئے اور مجھے کہا کہ خلاف سنت ہے + چاہیے تو یہ تھا کہ وہ مجھ سے وجہ پوچھتے۔ مگر انھوں نے ذرا پرواہ نکی آخر بیٹے انکو بتایا۔ پھر مجھے کہنے لگے کہ تمنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت بڑی تعریف کی ہے یہ بدعت ہے۔ یہ لوگ آنحضرت کو یونس بن متی پر ترجیح نہیں دیتے۔ حالانکہ قرآن شریف آپ کے محامد سے بھرا ہوا ہے اور آپکو رحمۃ للعٰلمین کہتا ہے اور سب نبیوں سے افضل ٹھیراتا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ترقیات کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ اور تمام روحانی ترقیات آنحضرت م پر ختم ہو گئی ہیں اسی لیے آپ خاتم الانبیاء ٹھیرے مجھے تعجب آتا ہے کہ یہ لوگ یونس سے بھی افضل نہیں مانتے تو کامل اتباع اور کامل محبت پیدا کیونکر ہو سکتی ہے۔؟

میں تو ہمیشہ ان وہابیوں سے الگ رہا ہوں کیونکہ مجھے ان سے یہ بو آتی ہے کہ ان میں روحانیت نہیں چھلکا ہی چھلکا ان کے ہاتھ میں ہے مغز نہیں ہے۔

احادیث کی تنقید اور اہل کشف

مولوی محمد حسین نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں اس امر کا فیصلہ کر دیا ہے کہ اہل کشف محدثین کے طریق تنقید احادیث کے پابند نہیں ہوتے وہ براہ راست تنقید کر لیتے ہیں بعض احادیث محدثین کے نزدیک ضعیف ہوتی ہیں مگر اہل کشف کے نزدیک صحیح ہوتی ہیں تعجب ہے کہ اس فیصلہ کو اُس نے خود لکھا ہے مگر اب مسیح موعود کے لیے جو حکم ہو کر آیا ہے اسکو جائز نہیں رکھتا اس نے کیا گناہ کیا ہے؟ غرض یہ انکی مانی ہوئی بات ہے کہ اہل کشف تنقید حدیث میں محدثین کے اصول کے ماتحت نہیں ہوتے۔ اور ہم تو صاف کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ قرآن اور سنت کے جو موافق ہو اسپر عمل کرتے ہیں۔

فرمایا درستی خدا ہی کی راہ میں ہو سکتی ہے نفسانی اغراض سے کبھی درستی نہیں ہو سکتی

ایمان اور استقامت

ایک نومسلم نے اپنی مشکلات کو پیش کیا فرمایا اوائل میں جو شخص مسلمان ہو اُسکو بڑے صبر سے کام لینا چاہیے کہ صحابہ پر کسقدر تکالیف آئیں یہانتک کہ بعض اوقات اُن کے جنازوں پر پورے کفن بھی نہ ہوتے تھے۔ کچھ حصہ کپڑے سے اور کچھ گھاس سے ڈھانپ دیتے تھے کوئی کسیکی بھلائی نہیں کر سکتا جب تک خدا اُسکی بھلائی نہ کرے تقویٰ اختیار کرنا چاہیے جو ساری مشکلات میں انسان کو بچاتا ہے مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ سچا طریق ایمان کا یہی ہے کہ خدا پر ایمان لاؤ۔ زید اور بکر کیطرف نہ جھکو اور پھر استقامت چاہیے جنمیں استقامت نہیں انکی ذرہ بھر قیمت نہیں۔ انبیاء کے مدارج کی ترقی استقامت ہی سے ہوتی ہے۔

فرمایا جہاں تک ممکن ہو اخلاص اور تقویٰ کیطرف آؤ۔ کیونکہ مطعون تو تم پہلے ہی ہو۔ اب اللہ تم کو اپنے فضل سے اگر تم اخلاص اور تقویٰ میں ترقی کرو طاعون سے بچالے گا۔

فرمایا اصحاب کو دیکھکر جو آج ہو رہی ہے معلوم ہوا کہ آنحضرت م کے زمانہ میں بھی یہی نقشہ تھا مساکین جن کے لیے سعادت مقدر تھی ساتھ ہو گئے اور شریر جو تھی ایک جماعت مخالف ہو گئی۔

فرمایا ایک موت کے بعد خوف طاری ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ مطلب ہے۔ دنیا میں کوئی شخص اس فطرتی قانون سے الگ نہیں پھر جب احمد بیگ پیشگوئی کے موافق مرگیا تو یہ ضروری تھا کہ اُن کے دوسرے متعلقین پر ایک خوف طاری ہوتا۔

---

۱۴ نومبر سنہ ۱۹۰۲ء

نجات۔ فضل۔ اسلام۔

ایک سائل کے اس سوال کے جواب میں کہ دوسرے مذاہب میں جو نیک لوگ ہیں کیا انکو نجات مل سکتی ہے؟ فرمایا نجات اپنی کوشش سے نہیں ملتی بلکہ نجات محض اللہ تعالے کے فضل سے ملتی ہے اور اس فضل کے حصول کیلیے خدا تعالیٰ نے ایک قانون بنایا ہے جیسے اور باتوں کے لیے قانون اور طریق ہیں اور وہ طریق اور قانون اسلام ہے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع جیسے فرمایا مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ اور پھر فرمایا قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔

پس اسلام ہی میں نجات ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع سے مل سکتی ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ نجات ایسی چیز نہیں ہے جو مرنے کے بعد ہی ملتی ہو ہمارا یہ مذہب ہے کہ وہ اسی دُنیا سے شروع ہوتی ہے۔ انقطاع الی اللہ اور اس کے برکات و ثمرات اسی دنیا میں شروع ہو جاتے ہیں دوسرے

خاتم الانبیاء

نجات اسلام

مذاہب کے پابند بیشک اس سے ذلیف ہیں اگر یہ کہو کہ مسلمانوں میں بھی وہ آثار اور نشان نہیں پائے جاتے تو ہم کہیں گے کہ یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے جنہوں نے توجہ نہیں کی انکی حالت اس مریض کی سی ہے۔ جس کے پاس دوا تو ہو مگر وہ اُسکو استعمال نہ کرے۔ ایسا ہی مسلمانوں کے پاس نجات کا ذریعہ قرآن تو موجود ہے لیکن جب وہ اسپر عمل ہی نہیں کرتے تو نجات یا فتوں کے نشان انمیں کہاں ملیں؟ اور اصل تو یہ ہے کہ ایسے لوگ برائے نام مسلمان ہیں حقیقت میں مسلمان کہاں؟ مسلمان تو وہ ہے جو صوری یا معنوی طور پر قرآن شریف سے اعراض نہیں کرتا پس جو شخص قرآن کو سوچتا ہے اور اسپر عمل کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے نجات پا لیتا ہے۔

قرآن شریف میں یہ حکم دیا گیا ہے کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ صادقوں کے ساتھ ہونے سے وہ تاثیرات اور انوار دلپر پڑتے ہیں جو پاکیزگی بخشش اور نجات کے چشمہ تک پہونچانے والے ہوتے ہیں دنیا میں یہی قاعدہ ہے کہ صادقوں کی کشش اپنا اثر کرتی ہے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود کیسا بابرکت تھا کہ صحابہ میں آپ کی تاثیر ہوئی۔ اسیطرح سے اب بھی خدا نے تاثیر کا ایک سلسلہ رکھا ہے یہ قانون قدرت ہے حصول فضل کا جو نجات کا موجب ہوتا ہے۔

پس اس سے باہر جانے والے اور اسکو چھوڑنے والے وہ برکات اور ثمرات جو نجات کے نتائج میں اس جہان سے شروع ہوتے ہیں دوسری جگہ نہیں مل سکتے۔ اور اصل بات تو یہ ہے کہ اسلام کے سوا دنیا میں اور کہیں رکھا ہی کیا ہے؟ ہندؤوں نے تینتیس کروڑ دیوی دیوتاؤں کو خدا بنایا ہوا ہے ایسا ہی چینیوں اور دوسرے لوگوں نے اور عیسائیوں نے ابن آدم کو خدا بنا رکھا ہے۔ غرض کسی نہ کسی قوم میں غیر اللہ کی پرستش کی جاتی ہے پھر غیر اللہ کی پرستش کرکے انسان یہ خیال کرے کہ میں نجات پا جاؤں گا یہ بھی شرک ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ سب گمراہ ہیں مگر وہی ہدایت یافتہ ہے جسکو خدا ہدایت دے یہ بالکل سچی بات ہے جو اپنی دانش اور عقل پر ہدایت پانے کا دعویٰ کرتا ہے اور خدا کے قانون کو چھوڑ کر نجات چاہتا ہے وہ مشرک ہے خواہ زبانی وہ کتنا ہی توحید کا مدعی ہو۔

ہدایت کی کنجی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور یہی باریک ہدایتیں ہیں جو قرآن میں ہیں اور کسی دوسری کتاب میں نہیں۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک باغ ہو اور اسمیں ہر قسم کے میوے اور پھل موجود ہوں مگر بتاؤ کہ کیا کوئی باغبان اور مالک کی اجازت کے بغیر اُن سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے اگر کوئی بلا اجازت ہاتھ مارنیکی کوشش کرے تو فوراً چور کرکے پکڑا جاوے اسیطرح دیکھو دوکاندار وکنی دوکانیں پر ہر قسم کی اشیا موجود ہوتی ہیں۔ کیا کوئی یونہی ہاتھ مار سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس یاد رکھو اسی طرح پر کوئی شخص ہدایت اور نجات نہیں پا سکتا جبتک خدا کا فضل نہ ہو۔ اور یہ فضل سچی معرفت اور خدا سے محبت سے پیدا ہوتا ہے جو صرف اسلام پیدا کرتا ہے اور کسی مذہب میں یہ معرفت یہ تعلق اور محبت پائی نہیں جاتی جب انسان صدق دل سے اسلام میں داخل ہوتا ہے تو خدا اس کی معرفت کو بڑھانے کے لیے اپنے فضل سے نشان ظاہر کرتا ہے

معجزہ

دوسرا سوال یہ تھا کہ معجزہ کی قسم کے بعض امور اور لوگ بھی دکھاتے ہیں۔ فرمایا میں قصوں کو نہیں سُنتا۔ یہ جو فرانس یا کسی اور جگہ کے قصے سُنائے جاتے ہیں یہ کافی نہیں سب سے پہلا معجزہ تو یہ ہے کہ انسان پاک دل ہو۔ بھلا پلید دل کیا معجزہ دکھا سکتا ہے جبتک خدا سے ڈرنے والا دل نہو تو کیا ہے؟ ضروری ہے کہ متقی ہو اور اسمیں دیانت ہو اگر یہ نہیں تو پھر کیا یہ تماشے دکھانے والے کیا کچھ نہیں کرتے جالندھر میں ایک شخص نے بعض شعبدے دکھلائے اور اس نے کہا میں مولویوں سے اچھی بابت کرامت کا فتویٰ لے سکتا ہوں مگر وہ جانتا تھا کہ انکی اصلیت کیا ہے؟ وہ اس سلسلہ میں داخل ہو گیا اور اُس نے توبہ کی۔

جن ملکوں کے قصے بیان کیے جاتے ہیں وہاں اگر معجزات دکھلانے والے ہوتے تو یہ فسق و فجور کے دریا وہاں نہ ہوتے خدا تعالیٰ کے نشانات دلپر ایک پاک اثر ڈالتے ہیں اور اُسکی ہستی کا یقین دلاتے ہیں۔ مگر یہ شعبدے انسان کو گمراہ کرتے ہیں۔

انکا خداشناسی اور معرفت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ یہ کوئی پاک تبدیلی پیدا کر سکتے ہیں اسلیے کہ وہ خدا کیطرف سے نہیں ہوتے۔

---

۱۵ نومبر ۱۹۰۲ء

خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان

اعجاز احمدی جو خدائے برتر و قادر کے عظیم الشان نشانوں میں سے ایک نشان ہے آج بالکل طبع ہو کر شائع ہو گیا۔ آج کے دربار شام میں خاکسار ایڈیٹر الحکم نے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے حکم سے حاضرین دار الامان کو اسکا ایک حصہ پڑھ کر سُنایا اور بعد نماز عشا دربار ختم ہوا۔

---

۱۶ نومبر کی صبحکو مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب اور خاکسار ایڈیٹر الحکم حسب الایما حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام اعجاز احمدی لیکر اتمام حجت کی غرض سے امرتسر روانہ ہوئے۔

تصحیح

الحکم نمبر ۴۳ جلد ۶ صفحہ ۱ کالم ۲ - میں مبارک وہ جو اپنے نفس کے لیے خدا سے جنگ کر رہے ہیں کی بجائے مبارک وہ جو خدا کے لیے اپنے نفس سے جنگ کر رہے ہیں پڑھو۔ اور اسی صفحہ کے ۳ میں قرآن شریف کی بجائے قرآن شریک غلط ہے۔

ندوۃ العلماء کا نواں اجلاس

اور یہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ

نمبر ۳

گذشتہ اشاعت سے آگے۔

گورنمنٹ کے شکر کے ضمن میں شیخ غلام صادق صاحب نے ایک بات بہت ہی قابل قدر کہی ہے اور وہ یہ ہے کہ "اگر خدا نے ہمکو اسلامی سلطنت سے لیکر کسی دوسری کے حوالہ کیا تو اچھی ہی کے حوالہ کیا"! ہم اس بات میں شیخصاحب سے پورا اتفاق رکھتے ہیں کہ گورنمنٹ انگلشیہ واقعی بہترین سلطنت ہے جس کے زیر سایہ ہم مسلمانوں کو رکھا گیا ہے مگر ہم تعجب اور افسوس ہے کرتے ہیں مسلمانوں کی حالت پر کہ اگر ایسی مضمون کی تحریریں خدا تعالے کے راست باز کے قلم سے نکلیں تو مسلمان افروختہ ہو کر کہتے ہیں کہ اسلامی سلطنت کی ہتک کی جاتی ہے جس سے وہ ہمارا تو کچھ نہیں بگاڑتے البتہ اپنی وفاداری کے خیالات کو صدمہ ضرور کا پہونچاتے ہیں۔

اور اس تقریر کے ضمن شیخصاحب نے اس بات پر بھی فخر کیا ہے کہ بجز گورنمنٹ انگلشیہ کے کسی دوسری اسلامی سلطنت میں ایسی مجلس قائم نہیں ہوئی۔ جسکی وجہ انھوں نے مذہبی آزادی۔ امن و آسایش قرار دی ہے اور یہ بالکل سچ ہے مگر ہمیں پھر وہی افسوس کرنا پڑتا ہے کہ جب خدا تعالے کے صادق مسیح موعود نے کہا کہ اس سے بڑھ کر گورنمنٹ انگلشیہ کے خیر و برکت کی گورنمنٹ ہونے کا کیا ثبوت ہے خدا نے مسیح موعود کو اس کے تحت حکومت میں بھیجا جہاں وہ اپنا کام بڑی آزادی سے کرتا ہے اور کسی اسلامی سلطنت میں یہ آسایش اور آزادی حاصل نہیں تو نابکار اور ناخدا شناس قوم نے اسپر تکفیر کے فتوں اور قتل کی دہمکیوں کے منصوبے کیے۔ افسوس صد افسوس!!

مسلمانوں کی بہتری کی صورت

گورنمنٹ کے شکریہ کے بعد شیخصاحب نے اپنے خیر مقدم میں اس امر پر زور دیا ہے۔ کہ "مسلمانوں کی حالت کبھی اور ہرگز بہتر نہ ہوگی جب تک دینی اور دنیوی حالت نہ سنبھلے گی" اور پھر کہا "کہ دین کے لیے ہم پیدا کیے گئے ہیں مگر دنیا بھی اس سے کم لازم" ہمکو ان قومی (نگفتن) مجالس اور ان سپیکروں اور واعظان قوم کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ یہ مسلمانوں کی بہتری کی صورت بجز اصلاح دنیا کے اور نہیں دیکھتے اور اصلاح دنیا بھی یورپ کی تقلید اور تتبع سے دین کا نام ضرور لیا جاتا ہے مگر وہ صرف اس لیے کہ عوام بدک نہ جائیں۔ ورنہ دنیا کو دین کے برابر لازم سمجھنا صاف بتا رہا ہے کہ اصل اغراض کیا ہیں۔ ہمیں بارہا ایسے لوگوں سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا۔ اور ندوہ کے ایسے اجلاس میں بعض اوقات ہمیں ان لوگوں سے (جو بخیال خویش قومی وار دینی سینہ میں رکھتے ہیں اور در اصل اپنی شہرت اور جاہ طلبی کا سوز رکھتے ہیں) اس مضمون پر گفتگو ہوئی اور ہم نے کہا کہ عرب کی تاریخ قبل اسلام اور بعد اسلام کا مقابلہ کرکے بتاؤ کہ کیا اس سے بڑھ کر اصلاح اور انقلاب دنیا کی تاریخیں پایا جاتا ہے تو انھوں نے یہی کہا کہ نہیں پھر ہمنے ان سے پوچھا اور اب عام طور پر اس سوال کو پیش کرتے ہیں کہ پھر وہ اصلاح کا کیا طریق تھا؟ کیا یہی چیز ندوہ یا دوسری انجمنیں اور کانفرنسیں کا رہنما ہو رہی ہیں؟ یا کوئی اور؟۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طریق پر ایک مردہ قوم کو زندہ کیا اور انکی اخلاقی مجلس۔ تمدنی اور سیاسی حالت میں بلحاظ دنیا کے اصلاح اور انقلاب پیدا کیا غیر قوموں نے اسکا اعتراف کیا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ جبکہ وہی حالت۔ وہی صورت اب پیدا ہوگئی ہے وہ مرض اور اس کے آثار میں تو اسکا علاج کسی خانہ زاد نسخہ سے ہو؟ کبھی نہیں ہوسکتا۔ اس کے علاج کی یہی صورت ہے کہ خدا تعالے اپنے ہاتھ سے ایک سلسلہ اسیطرح قائم کرے اور وہ اپنے جذب اور اثر کی قوت سے وحدت ارادی کی روح پھونکے اور انکی روحانی اصلاح کرے چنانچہ خدا تعالے نے اس ضرورت کے وقت اپنے موعود امام کو بھیجا تا وہ اسلام اور مسلمانوں کے لیے برکت کا موجب ہو۔ اس سے دور رہ کر مسلمان اپنی اصلاح کر سکیں ؏

این خیال است و محال است و جنوں۔

ہم اسکو طول دینا نہیں چاہتے ہمارے مخدوم مولوی عبد الکریم صاحب نے دعوۃ الندوہ میں (جو الحکم میں طبع ہوئی تھی) مفصل بحث کی ہے۔

پھر شیخصاحب نے انگریزی تعلیم کی اہمیت پر زور دیا اور اس بات کا ذکر بڑی شد و مد سے کیا کہ انگریزی دان ایم اے۔ بی اے عوام مسلمانوں کے مقابلہ میں زیادہ صوم و صلوۃ کے پابند ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ انگریزی دان ایم اے۔ بی اے صوم و صلوۃ کے پابند نہیں ہوتے۔ ہوتے ہیں جنکو خدا سمجھہ دیتا ہے مگر غالبًا شیخصاحب کو شاہدین بیرسٹر ایٹ لا لاہوری کا انگریزی لکچر یاد نہیں جو انھوں نے سید احمد خان کے عرس پر بمقام لاہور دیا تھا ہم چاہتے ہیں کہ شیخصاحب ۹ر جولائی سنہ ۱۹۰۲ء کے سول کو پڑہیں اور پھر بتائیں کہ انگریزی خواں نے ٹریفنس میں انھوں نے کہانتک واقعات نفس الامری سے کام لیا ہے؟

آخر میں شیخصاحب نے علما اور عوام کی حالت حالت پر ایک مختصر سا ریویو کرکے اپنے خیر مقدم کو ختم کیا۔ عوام کو علماء کی عزت و احترام کیطرف توجہ دلائی اور علماء کو تکفیر بازی سے روکا مگر اسپر کیا عمل ہوگا؟

اس خیر مقدم کے بعد شاہ سلیمان پھلواری نے مولوی مسیح الزماں صاحب پنشنر استاد دکن کو میر مجلس منتخب کیا۔ جو باہمی تائید سے میر مجلس ہوئے۔ اور افتتاحی تقریر خود شاہ سلیمان ہی نے کی۔ پھر شمیم الحی نائب ناظم نے سالیانہ رپورٹ پڑھی اور اسپر اظہار رائے کیا گیا۔ آخر مولوی شبلی نعمانی صاحب نے فارسی ترکیب بند پڑھا۔ اور شاہ سلیمان کے وعظ پر اجلاس اول کا خاتمہ ہوا۔ باقی

کتاب احمدی کامن یعنی پنجابی نظم - ار | اعجاز احمدی ۴ر | طیار ہیں حکیم فضل الدین صاحب سے لو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی

شعر

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے
جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے

دس ہزار روپیہ کا اشتہار

یہ اشتہار خدا تعالیٰ کے اس نشان کے اظہار کے لیے شائع کیا جاتا ہے جو اور نشانوں کی طرح ایک پیشگوئی کو پورا کرے گا یعنی یہ بھی وہ نشان ہے جس کی نسبت وعدہ تھا کہ وہ اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ظہور میں آجائے گا اور اس کے ساتھ دس ہزار روپے کا اشتہار اسا ن کے لیے بطور گواہ کے ہے کہ اپنے دعویٰ کی سچائی کے لیے کس زور سے اور کس قدر صرف مال سے مخالفین کو متنبہ کیا گیا ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے موضع مُدّ میں آواز بلند کہا تھا کہ ہم کتاب اعجاز المسیح کو معجزہ نہیں کہہ سکتے اور میں اس طرح کی ایک کتاب بنا سکتا ہوں اور یہ بھی ہیچ ہے کہ اگر مخالف مقابلہ کر سکیں اور اسی مقررمدت میں اسی طرح کی کتاب بنا سکیں تو پھر وہ معجزہ کیسا ہوا اس صورت میں تو ہم صاف جھوٹے ہو گئے لیکن جب ہمارے

دوست مولوی سید محمد سرور صاحب اور مولوی عبید اللہ صاحب ۲ نومبر ۱۹۰۲ء کو قادیان میں پہنچ گئے تو چند روز کے بعد مجھے خیال آیا کہ اگر اعجاز المسیح کی نظیر طلب کی جائے تو جیسا کہ ہمیشہ سے یہ مخالف لوگ حیلہ و بہانہ سے کام لیتے ہیں اسمیں بھی کہہ دیں گے کہ ہماری دانست میں کتاب اعجاز المسیح ستر دن میں طیار نہیں ہوئی جیسا کہ تقریر متعلقہ جلسہ مہوتسو کی نسبت مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ یہ تقریر پہلے بنائی گئی ہے اور ایک مدت تک سوچ کر لکھی گئی ہے پس اگر اب بھی کہہ دیں کہ یہ اعجاز المسیح ستر دن میں نہیں بلکہ ستر مہینے میں بنائی گئی ہے تو اب یہ امر عوام کی نظر میں مشتبہ ہو جائے گا اور میں چند روز اسی فکر میں تھا کہ کیا کروں آخر ۸ نومبر ۱۹۰۲ء

کی شام کو میرے دل میں ڈالا گیا کہ ایک قصیدہ مقام مُدّ کے مباحثہ کے متعلق بناؤں کیونکہ بہر حال قصیدہ بنانے کا زمانہ یقینی اور قطعی ہے کیونکہ اس سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ۲۹-۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو بمقام مد بحث ہوئی تھی اور پھر دوسری نومبر کو ہمارے دوست قادیان پہنچے اور ۷ نومبر ۱۹۰۲ء کو میں ایک گواہی کے لیے منشی نصیر الدین صاحب منصف عدالت بٹالہ کی کچہری میں گیا شاید بیٹھے ایک یا دو شعر راہ میں بنائے مگر ۸ نومبر ۱۹۰۲ء کو قصیدہ پوری توجہ سے شروع کیا اور پانچ دن تک قصیدہ اور اردو مضمون ختم کر لیا اس لیے یہ امر شک و شبہ سے پاک ہو گیا کہ کتنی مدت میں قصیدہ بنایا گیا کیونکہ اس قصیدہ میں اور نیز اردو مضمون میں واقعات اس بحث کے درج ہیں جو ۲۹ اکتوبر ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں بمقام مد ہوئی تھی اس لیے یہ قصیدہ اور اردو مضمون اس قلیل مدت میں طیار نہیں ہوا اور پہلے اس سے بنایا گیا تو پھر مجھے عالم الغیب ماننا چاہیے جسنے تمام واقعات کی پہلے سے خبر دیدی۔ غرض یہ ایک عظیم الشان نشان ہے اور نہایت سہل طریق فیصلہ کا۔ اور یاد رہے کہ جیسا میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ یہ تمام مدت قصیدہ پر ہی خرچ نہیں ہوئی بلکہ اردو مضمون پر بھی خرچ ہوئی ہے جو اس قصیدہ کے ساتھ شامل ہے اور وہ دونوں بہیئت مجموعی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نشان ہیں اور مقابلہ کے لیے اور دس ہزار روپیہ انعام پانے کے لیے یہ شرط ضروری ہے کہ جو شخص بالمقابل لکھے وہ ساتھ ہی اس اردو کا رد بھی لکھے جو میری وجوہات کو توڑ سکے جسکی عبارت ہماری عبارت سے کم نہ ہو۔ اور اگر کوئی ان دونوں میں سے کسی کو چھوڑے گا تو وہ اس شرط کو توڑنے والا ہو گا میں اپنے مخالفوں پر کوئی ایسی مشقت نہیں ڈالتا جس مشقت سے میں نے حصہ نہ لیا ہو ظاہر ہے کہ اردو عبارت بھی اسی واقعہ بحث کے متعلق ہے اور اسمیں مولوی ثناء اللہ صاحب کے ان اعتراضات کا جواب ہے جو انھوں نے پیش کیے تھے اس صورت میں کون شک کر سکتا ہے کہ وہ اردو عبارت پہلے تیار رکھی تھی پس میرا حق ہے کہ جسقدر خارج

وقت میں یہ اردو عبارت اور قصیدہ طیار ہو گئے ہیں میں اسی وقت تک نظیر پیش کرنے کا ان لوگوں سے مطالبہ کروں کہ جو ان تحریرات کو انسان کا افترا خیال کرتے ہیں اور معجزہ قرار نہیں دیتے اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر وہ اتنی مدت تک جو میرے اردو مضمون اور قصیدہ پر خرچ کی ہے اسی قدر مضمون اردو جسمیں میری ہر ایک بات کا جواب ہو کوئی بات رہ نہ جائے اور اسیقدر قصیدہ جو اسی تعداد کے اشعار میں واقعات کے بیان پر مشتمل ہو اور فصیح و بلیغ ہو اسی مدت مقررہ میں چھاپکر شائع کر دیں تو میں انکو دس ہزار روپیہ نقد دوں گا میرا یہ قسمیہ اقرار صحیح شرعی ہے جسمیں ہرگز تخلف نہیں ہو گا اور جسکا بذریعہ عدالت بھی ایفا کرا سکتے ہیں اور اگر اب مولوی ثناء اللہ اور دوسرے میرے مخالف پہلو تہی کریں اور بدستور مجھے کافر اور دجال کہتے رہیں تو یہ اُن کا حق نہیں ہو گا کہ مغلوب اور لاجواب ہو کر ایسی چالاکی ظاہر کریں اور وہ پبلک کے نزدیک جھوٹے ٹھیریں گے اور پھر میں یہ بھی اجازت دیتا ہوں کہ وہ سب ملکر اردو مضمون کا جواب اور قصیدہ مشتملہ بر واقعات لکھ دیں میں کچھ نہیں کروں گا اگر انھوں نے قصیدہ اور جواب مضمون ملحقہ قصیدہ میعاد مقررہ میں چھاپکر شائع کر دیا تو میں بیشک جھوٹا ٹھیروں گا مگر چاہیے کہ میرے قصیدہ کی طرح ہر ایک بیت کے نیچے اردو ترجمہ لکھیں اور منجملہ شرائط کے اسکو بھی ایک شرط سمجھ لیں اس مقابلہ سے تمام جھگڑے کا فیصلہ ہو جائیگا۔ اور انشاء اللہ ۱۶ نومبر ۱۹۰۲ء کی صبح کو میں یہ رسالہ **اعجاز احمدی** مولوی ثناء اللہ کے پاس بھیجوں گا جو مولوی سید محمد سرور صاحب لیکر جائیں گے اور اسی تاریخ یہ رسالہ ان تمام صاحبوں کی خدمت میں جو اس قصیدہ میں مخاطب ہیں بذریعہ رجسٹری روانہ کروں گا بالآخر میں اس بات پر بھی راضی ہو گیا ہوں کہ ان تمام مخالفوں کو جواب مذکورہ بالا کے لکھنے اور شائع کرنے کے لیے پندرہ روز کی مہلت دوں کیونکہ اگر وہ زیادہ سے زیادہ بحث کریں تو ..... اس صورت میں ۱۸ یا ۱۹ نومبر ۱۹۰۲ء تک میرا قصیدہ ان کے پاس پہنچ جائیگا۔ بہر حال ماننا پڑے گا کہ یکم نومبر سے نصف نومبر تک پندرہ دن ہوئے مگر تاہم

مین نے ملا کی حالت پر رحم کرکے تمام حجت کے طور پر پانچ دن اُن کے لئے اور زیادہ کردئے ہین اور ڈاک کے دن ان دنون سے باہر ہین پس ہم جھگڑے سے کنارہ کرنے کے لئے تین دن ڈاک کے فرض کرلیتے ہین یعنی ۱۷ - ۱۸ - ۱۹ نومبر ۱۹۰۲ء ان دنون تک بہر حال انکے پاس جا بجا یہ قصیدہ پہنچ جائیگا اب ان کی اصل میعاد ۲۰ نومبر سے شروع ہوگی پس اسطرح پر دس دسمبر ۱۹۰۲ء تک اس میعاد کا خاتمہ ہوجائیگا پھر اگر ۲۰ دنیں جو دسمبر ۱۹۰۲ء کی دسوین کے دن شام تک ختم ہوجائے گی انہون نے اس قصیدہ اور اردو مضمون کا جواب چھاپکر شائع کردیا تو یون سمجھو کہ مین نیست و نابود ہوگیا اور میرا سلسلہ باطل ہوگیا اس صورت مین میری تمام جماعت کو چاہئے کہ مجھے چھوڑدین اور قطع تعلق کرین لیکن اگر اب بھی مخالفون نے عمداً کنارہ کشی کی تو نہ صرف دس ہزار روپیہ کے انعام سے محروم رہین گے بلکہ دس لعنتین انکا ازلی حصہ ہوگا اور اس انعام مین سے ثناء اللہ کو پانچہزار ملے گا اور باقی پانچ کو اگر فتح یاب ہو گئے ایک ایک ہزار ملے گا۔

والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ

خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی

وفات حسرت آیات

واقعہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو حافظ عبید اللہ خلف حافظ غلام رسول سوداگر وزیرآباد نے بعارضہ بخار انتقال کیا راقم اس وقت وزیرآباد مین موجود نہ تہا گوجرانوالہ مین گیا ہوا تہا جب ۹ بجے کی گاڑی مین واپس آیا تو معلوم ہوا کہ مرحوم کی نسبت عام افواہ ہے کہ وہ طاعون سے فوت ہوا ہے اس لئے مینے سب سے پہلے میونسپل کمیٹی سے باعث فوتیدگی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر خداداد خان ریلوے ہاسپٹل اسسٹنٹ اسکے معالج تھے جنہون نے سیکرٹری صاحب میونسپل کمیٹی کی تحریری استفسار پر جواباً تحریر فرمایا ہے کہ اس کو طاعون نہ تہا بلکہ بخار متعدی (انگریزی مین اس کا نام ہے) سے فوت ہوا ہے چونکہ متوفی نہایت خوبصورت نوجوان عابد تہجد خوان اور حافظ قرآن کریم ہونے کے علاوہ اعلےٰ درجے کا خلیق اور اسنبا تہا اس لئے ہر ایک باشندہ وزیرآباد کو اسکے ...... انتقال پر ملال ہے لیکن جماعت احمدی کو علی الخصوص حافظ غلام رسول صاحب کے ساتھہ ہمدردی ہے حق سبحانہ و تعالےٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت مین جگہ عطا کرے اور اسکے والدین کو صبر کی توفیق بخشے

الراقم
نامہ نگار وزیرآباد

ایڈیٹر۔ حافظ صاحب مرحوم کی وفات کے متعلق جو غلط خبر سراج الاخبار نے شائع کی ہے ہم کو امید ہے کہ ایڈیٹر سراج الاخبار اس خبر کو پڑھکر اس کی فوراً تردید کرے گا اگر اسے کوئی شک و شبہ باقی ہے تو وہ ڈاکٹر خداداد خانصاحب سے براہ راست دریافت کرے ✦

یہ دنیا بہرحال گذشتنے گذاشتنے ہے تاہم رنج و خوشی کا محسوس کرنا تقاضائے بشریت ہے اس لئے ہم اس رنج مین جو ہمارے مکرم بہائی حافظ غلام رسول صاحب کو پہنچا ہے خدا سے دعا کرتے ہین کہ انکو صبر عطا فرماوے اور نعم البدل بخشے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت مین جگہ دے

الحکم سے خطاب

الحکم کی خدمات کے اعتراف اور اس کی تعریف مین ہم بلا مبالغہ کہتے ہین صدہا خطوط آئے ہونگے مگر ہم نے ہمیشہ ان خطوط کے اندراج سے پہلو تہی کیا ہے اور نہ اس کی ضرورت سمجھی ہے مندرجہ نظم کے لئے خاص طور پر اصرار کیا گیا ہے اس لئے ہم اسے درج کرتے ہین

ایڈیٹر

الحکم سے خطاب

اے بشیر جملہ مہجوران مبارک روی تو
شکر احسانِ تو چون گرددادا زین خاکسار

از کمال ہمت پُرجود تو اے پاکباز
ہر خمیسم میشود پر نور چشم انتظار

مرحبا ای کاتب اخبار جان بر تو فدا
انت من یکتب کتابا سوی ہر امیدوار

از کلام قدسیٔ آن مقتدائے صادقین
شاد میسازی دل غمگین بہ ہر مہ چار بار

روز و شب از خواندنش ہردم فزاید شوق دل
ختم چون گردد رسد حزب دگر بی انتظار

بود از جور زبانِ طاعنان پشتم دوتا
از وُرودِ الحکم گردید رنج و غم فرار

فضل حق صدہا صد رحمت از جان آفرین
باد بر تو ای قلوب شائقین را غمگسار

خاطر پاکِ رسول حق ز تو خشنود باد
این تمنا میکنم ہر لحظہ پیش کردگار

تقوی اللہ

(یہ اس خطبہ کا خلاصہ ہے جو مولانا مولوی حضرت عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے ۱۴ نومبر ۱۹۰۲ء کو پڑھا)

یاایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولاتموتن الاوانتم مسلمون

ان دنون مین بلکہ ہمیشہ ایک ہی بات کی ضرورت ہے جسکی طرف تمام مسلمانون کو توجہ کرنی چاہیئے اور وہ ہے **تقوی اللہ** قرآن شریف کی علت غائی یہی ہے اور جہان تک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مواعظ اور نصائح ہین انمین باریک در باریک طور پر تقوی اللہ ہی کی تعلیم اور ہدایت ہے تقوی کیا ہے ظاہر اور باطن مین خلوت مین اور جلوت مین ہر فعل قول ہر حرکت دسکون مین اللہ تعالی کا خوف اور اس کی صفات و اسماء سے حیا کی جاوے اسی سے ایک مسلمان سچا مسلمان بنتا ہے +

جسقدر زہرین دنیا مین انسانون کو ہلاک کرنے والی موجود ہین انمین سے گناہ کی زہر بہت ہی خطرناک ہے کیونکہ دوسری زہرین صرف جسم کو ہلاک کرتی ہین مگر گناہ کی زہر جسم اور روح دونون کو تباہ کرتی ہے یاد رکھو سب سے بڑی چیز اللہ تعالی کی نافرمانی ہے گستاخی اور بےحیائی سے اللہ تعالے کے حدود کو توڑنا اور اس کی منع کی ہوئی چیزون سے نہ رکنا خطرناک موت کا باعث ہے۔ پس جو چاہتا ہے کہ اس موت سے بچے اور اس زہر کے زہر سے محفوظ رہے وہ اس تریاق کو استعمال کرے جسکا نام **تقوی اللہ** ہے اور جس کی ہدایت اس آیت مین بھی کی گئی ہے +

ہماری جماعت جس نے خدا تعالے کے نشانون کو دیکھا ہے اور اس کے برگزیدہ مسیح موعود کو جو اللہ تعالی کی عجیب آیت ہے دیکھا ہے اس کے لئے کیا دیر ہے کہ وہ متقی نہ بنے اس نے کھلے کھلے طور پر خدا تعالے کو دیکھ لیا ہے پھر کیون وہ متقیون کے لئے بہترین نمونہ نہو؟

تقوی اللہ وہ حلاوت اور لذت بخشتا ہے کہ خدا تعالے سے آواز آجاتی ہے کہ وہ اپنے بندے سے راضی ہوگیا اور اللہ تعالے کے راضی ہونے کا بھی ثبوت ہے کہ یہ خود اپنے اندر معائنہ اور مطالعہ کرے کہ کیا خود خدا تعالی سے راضی ہوگیا یا نہین؟ اگر اس کے دل مین خدا تعالے سے پوری صلح اور اس کی مقادیر سے پوری مصالحت ہے تو یقیناً سمجھو کہ خدا بھی اس سے راضی ہے۔

رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ

خدا تعالے سے سچی مصالحت کرنے مین جو چیز روک ہوتی ہے وہ وہی بےحیائیان اور حدود اللہ سے اعتدا اور اس کی نافرمانیان ہین پس تم جو چاہتے ہو کہ خدا تم سے راضی ہوجاوے اور تم اس سے راضی تو ان تمام نافرمانی کی راہون اور بےحیائی اور گستاخی کے طریقون کو چھوڑ دو اور ان سے بچو +

صراط الذین انعمت علیہم نبیون صالحین صدیقون۔ شہیدون اور نبیون کے کمالات سے حصہ لینے کے لئے قابلیت پیدا کرو۔ تمہارے دلون مین کسی قسم کا مادہ فاسد رہنے نہ پائے تم راستبازون اور سچائیون سے پیار کرنے والے ٹھہرو خدا تعالے کی راہ مین شجاعت اور ہمت سے کام لینے والے بنو تا ان کمالات سے تمہین حصہ ملے باتون کو جانے دو۔ اور لوگ بھی باتین کرتے ہین آج باتین بہت سنتی ہین ان سے خدا راضی نہین ہوسکتا وہ دل کی تہ کو دیکھتا ہے جس کے اندر کچھ بھی حرام کاری اور غداری کا بیج ہے اور جو نہین چاہتا کہ نبیون اور رسولون کی سچی فطرت حاصل کرنے کی تڑپ اس مین ہو وہ خدا کے حضور راستبازون اور انعامات کا مورد نہین ٹھہر سکتا پس باتون کو چھوڑ دو۔ حسن نیت اور اعمال صالحہ کو پیدا کرو۔ مین پھر کہتا ہون کہ ہماری جماعت کو چاہیئے کہ اللہ تعالے کو راضی کرنے کیلئے بڑی دعائین کرین اور اپنے اعمال صالحہ کو اس کی اطاعت اور حکم کے نیچے رکھین خدا سے پوری مصالحت اور مطاعت ہو تا کہ نمازون مین الحمد للہ کہتے وقت کوئی شکوہ اور بدظنی اسپر نہ ہو ورنہ نفاق کا اندیشہ ہے اس وقت ہم پر خدا تعالے نے بہت بڑا احسان کیا ہے کہ اس نے اپنا مسیح موعود ہم مین بھیجا ہے اور اگر مین اس کے احسانون کو بیان نہ کرون تو یہ تحدیث بالنعمۃ کے خلاف ہوگا +

پس یاد رکھو کہ گناہ سے بڑھکر کوئی زہر نہین اور اللہ کو راضی کرنے سے بہتر کوئی تریاق نہین ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ کی گرفت بڑی سخت ہے مگر وہ جیسا ذو بطش ہے ذو مغفرہ بھی ہے۔ اے ہمارے بھائیو اور دوستو! جو اس فکر مین لگے ہوئے ہو کہ اس کی گرفت سے بچو اور اس کی رحمت سے حصہ لو یہ اپنے اوپر لازم کر لو کہ ایسی گفتگوئین اپنے اوپر حرام کر لو جنمین اللہ کی رضامندی اور اعلاء کلمۃ الاسلام نہین ہے رات دن اپنا محاسبہ کرو اور دیکھو کہ وہ نعمت اور خدا کا فضل جو ہم مین موجود ہے جسکو دنیا نے رد کیا اور تم نے قبول کیا وہ نعمت جسکے لئے مین اللہ تعالے کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ کوئی لذت کھانے پینے کی یا نظارہ کی ایسی نہین جو اسکا مقابلہ کر سکے یہ **وجود ہم مین ہے اور ہم مین کا ایک** ہے اس تصور اور احساس سے جو ذوق اور حلاوت روح مین پیدا ہوتی ہے مین اسکو بیان کرنے کی قابلیت نہین رکھتا مگر یہ مت سمجھو کہ کفارہ والی بات اس پاک وجود کے فیض صحبت سے وہ لطف حاصل کرو۔ کہ تمہار اعمال اور اقوال مین پاک تبدیلی ہو تم دیکھتے ہو کہ باوجودیکہ طبیعت ناساز ہے لیکن کسطرح رات دن خدا تعالے کی راہ مین سرگرم ہے دن کو دن اور رات کو رات نہین سمجھتا اسے بڑی تڑپ یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ظاہر ہو اور ان جھوٹی عزتون اور شانون کی چادر کو جو عاجز ترین بندگان خدا کو پہنائی گئی ہین چھین لے اور ہمیشہ کے لئے ان کو انکے اصلی مرکز پر رہنے دے یہ ان جھوٹی شانون کی چادرون کو ان سے چھین رہا ہے اور انکو جلا کر ہمیشہ کیلئے ان کی راکھ اڑا دیگا مسیح کو جو خدا بنایا گیا ہے اور حسین اور علی کو جو درجے دئے گئے ہین کہ انکو خدا بنایا گیا بخدا و برب العرش ان کا کوئی ...

...بننے کی کوشش کرین اور خدا سے توفیق مانگین ساری توفیقین اسی کے ہاتھ مین ہین +

مسٹر پگٹ مدعی مسیحیت والوہیت کو دعوت

اخبار ی دنیا میں انگلستان کے مصنوعی خدا اور یسوع مسٹر پگٹ کا آجکل عام چرچا ہے اسلئے ہم اُمید کرتے ہیں کہ ذیل میں جو ہم جو خط درج کرینگے وہ نہایت دلچسپی کے ساتھ پڑھا جاویگا۔ مسٹر پگٹ کو یہ خط ہمارے مکرم مفتی محمد صادق صاحب نے دعوت کے رنگ میں لکھا ہے مفتی صاحب کے نام مسٹر پگٹ نے اپنے وہ نوٹس بھیجی ہیں جو اسنے اپنے گرجے میں تقسیم کیے ہیں۔

گذشتہ ہفتہ کے تحفہ ہند کے ضمیمہ میں ڈاکٹر ڈوئی کی دعوت دیکھکر وہ اپنی ناواقفیت کیوجہ سے فرانس کا مسیح ٹھیرایا ہے حالانکہ وہ پاگل خانہ بھیجا گیا ہے یہ امریکہ میں ایک غیر محقق ہے کے ذکر میں مسٹر پگٹ کو دعوت نہ کرنے کی وجہ برٹش گورنمنٹ کا خوف بتاتا ہے کہ صرف اسلیے دعوت نہیں کی۔ یہ گورنمنٹ کے کیسے نادان دوست ہیں جو گورنمنٹ کی عطا کردہ مذہبی آزادی میں ہر اسکو مت اندازی کرنیوالا ٹھیراتے ہیں یہ گورنمنٹ کا ہی احسان ہے کہ ہم گھر بیٹھے تمام ممالک کی خبر پا رہے ہیں اور ہم تبلیغ کر رہے ہیں ہم اُمید کرتے ہیں کہ تحفہ ہند پہلی ہی خط کو بڑی دلچسپی سے پڑھے گا اور اپنی نوٹ کو واپس لے گا ایڈیٹر

وہ خط یہ ہے

آج قریباً سولہ سو سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ عیسائیون کی قوم ایک سچے خدا خالق ارض و سموات کی عبادت چھوڑکر اس ولپیر زلزلہ ڈالنے والے غلطی مین پڑے ہوئے ہین کہ ایک فانی انسان یعنی مریم کے بیٹو نمین سے ایک یسوع ناصری کو خدا مانتے ہین اور اس کی پرستش کرتے ہین وہ یسوع جو اپنی گنہ گاری سے ایسا واقف تہا کہ اس نے اپنے زمانہ کے ایک کافر کو بھی اسبات کی اجازت ندی کہ اس کو نیک کے لفظ سے خطاب کرے وہ یسوع جو ہمیشہ اپنے تئین ابن آدم کے نام سے نامزد کرتا اور اپنے اقوال اور افعال سے ہمیشہ اپنی کمزوریون کا اظہار کرتا رہتا تہا وہ یسوع جس نے اپنی کمزور روح اور کمزور جسم کا لحاظ رکہکر ساری رات نہایت الحاح سے جناب باری مین صلیب کی لعنتی موت سے بچنے کو دعائیں مانگین ہان اس یسوع کو خدا مانا جاتا ہے۔ خدائے قادر علیم و خبیر کے حضور مین یہ کیسے بڑے کفر کی بات ہے۔

کبرت کلمة تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا۔ بڑے دلیرانہ کفر کی بات ہے جو انکے منہہ سے نکلی یہ جھوٹ ہے اور بالکل جھوٹ ہے لا الہ الا اللہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہین قال تعالیٰ فاما الذین کفروا فاعذبهم عذابا شدیدا فی الدنیا والاخرة وما لهم من ناصرین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ انکار کرتے ہین اُن کے لئے سخت عذاب ہے دنیا مین بھی اور آخرت مین بھی اور کوئی ہرگز اُنکی مدد کرنے والا نہوگا۔

هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون وہی ہے اللہ جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا ہے تاکہ اس سچے دین کو دوسرے تمام ادیان پر غالب کرکے دکہلاوے اور یہ بات ہوکر رہیگی خواہ مشرک لوگ اس حق سے کراہت کرکے کیسی ہی مخالفت کرین۔

انسانون کی جنس کی ذلت اور بیعزتی کے واسطے یہ عیسوی عقیدہ ایک انسان کو خدا بنانا کا کچھ کم نہ تہا لیکن اب ہم سنتے ہین کہ تم اتنے پر راضی نہین ہو بلکہ تم نے ایک قدم اور آگے بڑہا کر دعوی کیا ہے کہ مین بھی مسیح اور خدا ہون۔

ہمیشہ سے عیسائیون اور مسلمانو نمین مباحثات ہوتے چلے آئے ہین اور مسلمان عیسائیون کو یہ سمجہانے کی کوشش کرتے رہے ہین کہ یسوع صرف ایک انسان تہا اور وہ اس مین تہوڑے بہت کامیاب بھی ہوتے رہے ہین لیکن تثلیث کی تاریکی روئے زمین پر اسطرح سے پہیلتی ہوئی چلی گئی جیسے کہ مبروص کے بدن پر برص کا داغ۔ لیکن اب خدائے غیور و قادر کی غیرت اس جوش مین ہے کہ اس کے نام کی بیعزتی دنیا مین نہ ہو اور اسی لئے اس حکیم خدا نے رسولون کے سردار نبیونکے خاتم اور ولیون کے بادشاہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مین سے اپنا ایک نبی اور رسول دنیا مین مبعوث کیا ہے اور اس کو ایسے معجزات اور خوارق عطا کئے ہین جن کے سامنے انجیلی معجزات ہیچ نظر آتے ہین پس بلحاظ ہمدردی مین تم کو نصیحت کرتا ہون کہ تم اپنے تئین یا کسی دوسرے انسان کو خدا کہنے کے بڑے اور قابل شرم گناہ سے توبہ کرو۔ یہ تو ایک ایسا ناپاک جُرم ہے کہ کوئی دنیوی گورنمنٹ بھی اسبات کو گوارا نہین کر سکتی کہ کوئی اور انکی سلطنت مین جہوٹا حاکم بن بیٹھے چہ جائیکہ اللہ تعالیٰ کی ازلی ابدی سلطنت مین کسیکو ایسا کرنے کی جرأت ہو اگر تم عاجزی اختیار کرو اور انسانون کا شیوہ اختیار کرکے خاکساری کے ساتھ زمین پر چلو اور خدا کے اس مسیح موعود کو مانو جو ان دنون کا مقدس رسول ہے اور جسکا نام حضرت میرزا غلام احمد علیہ الصلوة والسلام ہے تو یقیناً خدا تمہین بہت سی برکتین عطا فرما وے گا۔

پر اگر تم اپنی ضد سے باز نہین آتے اور ایک سچے خدا پر ایمان نہین لاتے اور اس کے مقدس رسول یعنی محمد و احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین مانتے اور اپنے تئین مسیح اور خدا کہنے پر اصرار کرتے ہو تو پہر فیصلہ کا ایک ہی طریق ہے اور تمام شکوک کے رفع کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تم بحیثیت خدا ہونے کے اپنا حکم صادر کرو کہ یہ نبی تمہارے اس دنیا پر ٹہرنے کے زمانے کے اندر تمہارے یہان ہوتے ہوئے مر جاوے اور اپنے اس حکم سے ایک چہپی ہوئی چہٹی کے ذریعہ سے اس نبی کو مطلع کرکے اس سے درخواست کرو کہ وہ بھی تمہارے حق مین ایسی ہی دعا کرے کہ تم اس کی زندگی مین مر جاؤ۔ کیونکہ بائیبل مین ایسا ہی لکھا ہے کہ جہوٹا نبی مر جائے گا ہان مین یہ نہین کہتا کہ تم اس مسیح موعود کے حق مین دعا کرو کیونکہ تم تو خود خدا ہونے کا دعوے کرتے ہو۔ اس واسطے تمہین کسی سے دعا کرنے کی ضرورت نہین بلکہ صرف حکم جاری کرنیکی ضرورت ہے پر یہ مسیح موعود تمہارے حق مین اپنے خدا سے دعا مانگیگا کیونکہ وہ صرف انسان اور خدا کا رسول ہونے کا مدعی ہے لیکن تم کو اختیار ہے کہ اگر تم خدا ہو تو اس کی دعا کو قبول نکرو اور اسطرح یہ مقابلہ بہر حال تمہارے حق مین مفید ہے اگر تم اسبات کو اختیار کرو گے تو جہوٹے کی موت تمام مشکل مسائل حل کر دے گی مباحثات

خطبہ نکاح

حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب

سلمہ اللہ الاحد

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

پھر فرمایا خلقکم من نفس واحدہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ایک جی سے بنایا اور اسی جنس سے تمہاری بیوی بنائی اور پھر دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں قرآن شریف سے عمدہ اور نیک اولاد کا پیدا ہونا اللہ تعالیٰ کی رضا کا منطوق معلوم ہوتا ہے ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو دیکھو کہ خدا نے اسے کیسا برومند کیا جسمین صدہا نبی اور رسول آئے حتی کہ خاتم الرسل بھی اسی میں ہوئے مگر یہ طیب اور مبارک اولاد کسطرح سے حاصل ہو اس کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ تقویٰ ہے تقوے کے حصول کا یہہ ذریعہ ہے کہ انسان اپنے عقائد اور اعمال کا محاسبہ کرے اور اس امر کو ہمیشہ مد نظر رکھے ان اللہ کان علیکم رقیبا جب تم یہ یاد رکھوگے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حال کا نگران ہے تو ہر قسم کی بے حیائی اور بدکاری کی راہ سے جو تقویٰ سے دور پھینک دیتی ہے بچ سکوگے دیکھو کسی عظیم الشان انسان کے سامنے انسان بدی کے ارتکاب کا حوصلہ نہیں کرسکتا ہر ایک بدی کرنیوالا اپنی اس بدی کو مخفی رکھنا چاہتا ہے پھر جب خدا تعالیٰ کو رقیب اور بصیر مانے گا اور اسپر سچا ایمان لائیگا تو ایسے ارتکاب سے بچ جائے گا غرض تقویٰ ایسی نعمت ہے کہ متقی ذریت طیبہ بھی پالیتا ہے۔

پھر ارشاد ہوا ہے یاایہاالذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا یہ ایک دوسری آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ ایسے تعلقات اور عقد کے وقت یہ نصیحت فرماتا ہے تقوی اللہ اختیار کرو اور سچی باتیں کہو۔ سچی باتیں حاصل ہوتی ہیں کتاب اللہ کو غور کے ساتھ پڑھنے سے سنن اور تعامل کے مطالعہ سے۔ احادیث صحیحہ کے یاد رکھنے سے۔ یہ باتیں ہیں علوم حقہ کے حاصل کرنے کی۔ مجھے اس موقعہ پر یہ بھی کہنا ہے کہ بعض لوگ تم میں سے اپنی غلط فہمی سے احادیث کو حالمود کہتے ہیں یہ ان کی سخت غلطی ہے انہوں نے ہرگز ہرگز امام کے مطلب کو نہیں سمجھا کیا انکو معلوم نہیں کہ حضرت امام اپنے عظیم الشان پیشگوئیاں احادیث سے لیتے ہیں اور اپنے دعاوی پر احادیث سے تمسک کرتے ہیں! آپکا مطلب یہ ہے کہ جو حدیث قرآن شریف کے معارض ہو وہ قابل اعتبار نہیں کیونکہ یہ قاعدہ مسلم ہے کہ راجح کا مقابلہ مرجوح نہیں لے سکتے اوس کو آگے بڑہانا اور یہان تک پہنچانا جہالت ہے اگر میری باتپر توجہ نہو تو تم خود دریافت کرسکتے ہو احادیث سے انکار کرنا بڑی بدقسمتی ہے۔

حضرت امام علیہ السلام نے بارہا فرمایا ہے کہ ہمارے لئے تین چیزیں ہیں۔ قرآن سنت اور حدیث۔ قرآن اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑہکر سنایا تو سنت کے ذریعہ اسپر عمل کرکے دکہایا اور پھر حدیث نے اس تعامل کو محفوظ رکہا ہے غرض حدیث کو کبھی نہیں چھوڑنا چاہئے جب تک وہ صریح قرآن شریف کے معارض اور مخالف واقع نہ ہوئی ہو بہلا دیکھو تو اسی نکاح کے متعلق غور کرو کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب آدمی نکاح کرتا ہے تو کیا کیا امور نظر رکہتا ہے اور کا ہے عورت بیاہی جاتی ہے تو یہ سمجھتا ہے کہ وہ مالدار ہے اور کاہے یہ کہ حسین ہے یا کسی عالی خاندان کی ہے اور بعض اوقات مقابلہ مد نظر ہوتا ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ علیک بذات الدین تربت یداک تاکہ تقوے بڑہے ایک سے زیادہ نکاح بھی اگر کرو تو اس لئے کہ تقوے بڑہے جب تقوے مد نظر نہو تو وہ نکاح مفید اور مبارک نہیں ہوتا۔

غرض خدا تعالیٰ فرماتا ہے اور مومنوں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے یاایہاالذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا انسان کی زبان بھی ایک عجیب چیز ہے جو کا ہے مومن اور کا ہے کافر بنا دیتی ہے معتبر بھی بنادیتی ہے اور بے اعتبار بھی کردیتی ہے اس لئے مولا کریم فرماتا ہے کہ اپنے قول کو مضبوطی سے نکالو خصوصاً نکاحوں کے معاملہ میں اسکا فائدہ ہوتا ہے یصلح لکم تاکہ تمہارے سارے کام اصلاح پذیر ہوجاویں صدہا لوگ ان معاملات نکاح میں تقوے اور خداترسی سے کام نہیں لیتے اور الہی حکم کی قدر اور عظمت انکو مد نظر نہیں ہوتی بلکہ وہ اس تراش خراش میں رہتے ہیں کہ یہ مقابلہ ہو یا شہوات کو مقدم کرتے ہیں لیکن جب تقوے ہو تو اعمال کی اصلاح کا ذمہ وار اللہ تعالیٰ ہو جاتا ہے اور اگر نافرمانی ہو تو وہ معاف کردیتا ہے۔

بات یہ ہے جو اللہ رسول کا مطیع ہوتا ہے وہ بڑا کامیاب ہوجاتا ہے اس لئے یہ بات ہر ایک کو مد نظر رکھنی چاہئے پھر فرمایا

یاایہاالذین امنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد

پھر تقویٰ کی تاکید اس تیسری آیت میں ہے کہ تقوی اللہ اختیار کرو اور ہر ایک جی کو چاہئے کہ بڑی توجہ سے دیکھے کہ کل کیلئے کیا کیا جو کام ہم کرتے ہیں انکے نتائج ہماری مقدرت سے باہر چلے جاتے ہیں اس لئے جو کام اللہ کے لئے نہوگا تو وہ سخت نقصان کا باعث ہوگا لیکن جو اللہ کے لئے ہے تو وہ ہمہ قدرت اور غیب دان خدا جو ہر قسم کی طاقت اور قدرت رکھتا ہے اس کو مفید اور مثمر ثمرات حسنہ بنا دیتا ہے۔

غرض مختصر یہ ہے کہ متقی بنو اور اللہ کا خوف کرو۔ تمہارے اعمال میں تکبر۔ کذب اور دوسرے کو ایذا نہو ان شرائط کی پوری پابندی کرو جو بیعت کے لئے بیان کی گئیں ہیں اور پھر کثرت سے درود پڑھا کرو اور استغفار کرتے رہو اور لاحول پڑھکر دوسری قوموں کے لئے نمونہ بنو اس کے بعد میں اللہ کے فضل و کرم پر بہروسہ کرکے اس ایجاب قبول کا اقرار کراتا ہوں میاں بشیر احمد صاحب جو اللہ تعالیٰ کے پیغام اور اطلاع کیموافق دنیا میں آئے ہیں انکا نکاح مولوی غلام حسین صاحب کی لڑکی

ہمارے حق میں منظور کرے آمین

سورۃ جمعہ پر حضرت حکیم الامت کا وعظ

سلسلے کے لئے دیکھو الحکم ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۲ء

یہ سنت اللہ اور استمراری عادۃ اللہ ہے کہ جب دنیا مین بدی پہیلتی ہے۔ بدی کیسی! لکھے پڑھے بھی بندر سور اور عبدالطاغوت ہوجاتے ہین خدا کا خوف دلون سے اٹھہ جاتا اور انسانیت مسخ ہوکر حیوانیت اور بہیمیت سی ہوجاتی ہے تو اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل وکرم سے تباہ شدہ مخلوق کی دستگیری کے لئے ایک **مامور دنیا مین بھیجتا ہے** جو ان کی گم شدہ متاع پھر انکو دیتا ہے اور خبیثون اور طیب لوگونمین امتیاز ہوجاتا ہے اس قاعدہ کو مدنظر رکھکر صاف اشارہ ملتا ہے کہ خدا تعالےٰ کس وقت معلم اور مزکی کو بہیجتا ہے! اس کی شناخت کا کیا طریق اور نشان ہونا چاہیئے؟ یہ بڑی بہاری غلطی پہیلی ہوئی ہے کہ جب کوئی مامور دنیا مین آتا ہے تو ناواقف اور نادان انسان اپنی کمزور خیال کے پیمانہ اور معیار سے اسکو پرکہنا چاہتے ہین حالانکہ اسکو پرکہنے کے لئے وہ معیار اختیار کرنا چاہیئے جو راستبازون کے لئے ہمیشہ ہوتا ہے۔

گورداسپور مین ایک موقعہ پر ایک شخص حضرت امام علیہ السلام کے متعلق مجہہ سے کچھہ سوال کرنے آیا مین نے جب اس سے یہ کہا کہ تم وہ معیار پیش کرو جس سے تم نے دنیا مین کسی کو راستباز مانا ہے تو وہ خاموش ہی ہوگیا اور سلسلہ کلام کو آگے نہ چلا سکا۔ یہ بڑی پکی اور سچی بات ہے کہ راستباز ہمیشہ ایک ہی معیار سے پرکھے جاتے ہین اور انمین کوئی نرالی اور نئی بات نہین ہوتی چنانچہ ہمارے ہادی کامل فخر بنی آدم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد الٰہی یون ہوا

قل ما کنت بدعا من الرسل

کہدے مین کوئی نیا رسول دنیا مین نہین آیا دنیا مین مجھ سے پہلے رسول آتے رہے ہین تم نے اگر کسی کو راستباز اور صادق مانا ہے تو جس قاعدہ اور معیار سے مانا ہے تو وہی قاعدہ اور معیار میرے لئے بس ہے۔ مین نے قرآن شریف کے اس استدلال کی بنا پر بارہا ان لوگون سے جو حضرت میرزا صاحب کے متعلق سوال اور بحث کرتے ہین پوچھا کہ تم نے کبھی کسی کو دنیا مین راستباز اور صادق تسلیم کیا ہے یا نہین؟ اگر کیا ہے تو وہ ذریعے اور معیار کیا تھے؟ جن ذریعون سے تم نے صادق تسلیم کیا ہو پھر میرا ذمہ ہوگا کہ اس معیار پر اپنے صادق امام کی راستبازی اور صداقت ثابت کردون مین نے بارہا اس گر اور اصول سے بہتونکو لاجواب اور خاموش کرایا ہے۔ اور یہ میرا مجرب نسخہ ہے اس راہ سے اگر چلو تو تم تمام مباحث کا دو لفظونمین فیصلہ کردو گورداسپور کا جو واقعہ مین نے بیان کیا ہے جو لوگ سے سنا تہہ تھے انہون نے دیکہا ہے کہ باوجودیکہ سوال کرنیوالا بڑا چلبلا اور چالاک آدمی تھا مگر میرے اس سوال پر وہ کچہہ بھی نہ کہہ سکا بعض آدمیون نے اس کو کہا بھی کہ تم کسکا نام ہے دو اس نے یہی کہا کہ مین نام لیتا ہون تو مرتا ہون (یعنی ماننا پڑتا ہے اور لاجواب ہون گا)

غرض یہ ایک سنت اللہ ہے خدا کا اٹل قانون ہے کہ جب دنیا پر ضلالت کی ظلمت چہا جاتی ہے اور یہ بدینی اور فسق وفجور کی رات اپنے انتہا تک پہنچ جاتی ہے تو اسی قانون کیموافق جو ہم رات دن دیکھتے ہین کہ رات کے آخری حصہ مین آسمان پر صبح صادق کے وقت روشنی کے آثار نظر آنے لگتے ہین کوئی آسمانی نور اترتا ہے اور دنیا کی ہدایت اور روشنی کا موجب ٹہرتا ہے۔

اسیطرح جیسے ہم دیکھتے ہین کہ جب امساک باران حد سے گذرتا ہے جبکا نام عام لوگون نے ہفتہ رکھا ہے کہ سات سال سے زیادہ نہین گذرتا تو سمجھنے والا سمجہتا ہے کہ اب بارش ضرور ہوگی۔

اس قسم کے نشانات خدا تعالےٰ کے ایک اٹل اور مستقل قانون کا صاف پتہ دیتے ہین اگر آنکھہ بالکل بند نہو اگر دل بالکل سویا ہوا نہ ہو تو اس بات کا سمجہہ لینا کہ روحانی نظام بھی اسیطرح واقع ہے کچھہ مشکل نہین مگر یہ آنکھ کی بصیرۃ اور دل کی بیداری بھی اللہ تعالےٰ ہی کے فضل پر موقوف ہے مین غور کرتے کرتے اس نتیجہ پر پہنچا ہون کہ مامور من اللہ اور راستباز کی شناخت کے لئے ہر قسم کے دلائل ملسکتے ہین انفسی اور آفاقی دونون قسم کے دلائل ہوتے ہین یعنی اندرونی اور بیرونی دلائل۔ اندرونی دلائل مین سے ایک عقل بھی ہے پھر اس کے ساتھہ نقل کا پتہ لگا سکتے ہین اور اسے سمجہہ سکتے ہین اگر اپنی عقل یا نقل کافی نہو تو دوسرے عقیل اور فہیم لوگون سے سن کر فائدہ اٹہا سکتے ہین

بارہا میرے دل مین یہ سوال پیدا ہوا ہے کہ عقل مقدم ہے یا نقل اور کیا ان دونون مین کوئی تعارض اور تناقض تو نہین؟ مین نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سماعی چیزون پر بھی عقل فیصلہ دیتی ہے جیسے فرمایا گیا ہے

لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي اَصْحَابِ السَّعِيْرِ

اور پھر عقل صریح اور نقل صحیح مین ہرگز کوئی تعارض نہین ہوتا دونون کا ایک ہی فیصلہ ہے اور عقل مقدم ہے کیونکہ انسان مکلف نہین ہوسکتا جب تک سوچنے اور سمجھنے نہ لگے پس اب ہم اس مدعی کے دعوے کے امتیاز کے لئے عقلی اور نقلی دلائل سے اگر فیصلہ چاہین تو یقیناً اس نتیجہ پر پہنچینگے کہ واقعی یہ خدا کی طرف سے مامور ہوکر آیا ہے۔

عقل سے پہلے ہمین یہ معلوم کرنا ہوگا کہ کیا اس وقت کسی کے آنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ تو جیسا کہ مین پہلے بیان کرچکا ہون خدا تعالیٰ کا مستقل اور اٹل قانون ہمین بتاتا ہے کہ اس کی طرف سے ایسے وقت پر مامور آتے ہین اور آنے چاہئین! اور پھر جب ہم نقل سے اس کا موازنہ کرتے ہین تو نقل صحیح ہمکو بتاتی ہے کہ یہ وقت خدا کے ایک مامور کے آنیکا ہے۔ تمام کشوف اور رویا اور الہامات

پر شہادت دیتے ہین کہ **مسیح موعود** اور مہدی کا زمانہ چودہوین صدی سے آگے نہین ہر صدی پر مجدد کے آنیکا وعدہ بجائے خود ظاہر کرتا ہے کہ ایک عظیم الشان مجدد اس وقت ہونا چاہیئے اور چونکہ صلیبی فتنہ کثرت سے پھیلا ہوا ہے اس لئے اس صدی کے مجدد کا نام بہرحال کاسر الصلیب ہی ہوگا خواہ وہ کوئی ہو اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیون مین کاسر الصلیب جسکا نام رکھا گیا ہے وہ وہی ہے جسکو دوسرے الفاظ مین مسیح موعود کہا گیا ہے اور اسی طرح سے خدا تعالے کے پاک کلام پر جب ہم نگاہ کرتے ہین تو اور بھی صفائی کے ساتھ یہ بات کھلجاتی ہے کہ اس نے وعدہ کیا کہ اسی امت مین سے خلفاء کا ایک سلسلہ اسی نہج اور اسلوب پر قائم ہوگا جیسے بنی اسرائیل مین ہوا اور پھر یہ بھی کھول کر بیان کیا گیا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وعدہ اور پیشگوئی کے موافق جو استثنا کے ۱۸ باب مین کی گئی تھی مثل موسی ہین اور قرآن نے خود اس دعوی کو لیا۔

انا ارسلنا الیکم رسولاً شاہداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا

اب جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثل موسی ٹھہرے اور خلفاء موسویہ کے طرق پر ایک سلسلہ خلفائے محمدیہ کا خدا تعالے نے قائم کرنیکا وعدہ کیا جیسا کہ سورہ نور مین فرمایا وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت

لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلکم الایۃ پھر کیا چودہوین صدی موسوی کے خلیفہ کے مقابل پر چودہوین صدی ہجری پر ایک خلیفہ کا آنا ضروری تھا یا نہین؟ اگر انصاف کو ہاتھ سے نہ دیا جاوے اور اس آیت وعدہ کے لفظ کما پر پورا غور کرلیا جاوے تو صاف اقرار کرنا پڑیگا کہ موسوی خلفاء کے مقابل پر چودہوین صدی کا خلیفہ **خاتم الخلفاء** ہوگا اور وہ **مسیح موعود** ہوگا +

اب غور کرو کہ عقل اور نقل مین تناقض کہان ہوا! عقل نے ضرورت بتائی نقل صحیح بھی بتاتی ہے کہ اس وقت ایک **مامور** کی ضرورت ہے اور وہ **خاتم الخلفاء** ہوگا اس کا نام **مسیح موعود** ہونا چاہیئے۔

پھر ایک مدعی موجود ہے وہ بھی یہی کہتا ہے کہ مین **مسیح موعود** ہون اسکے دعوے کو راستبازون کے معیار پر پرکھ لو۔ مین اب ایک اور آسان ترین بات پیش کرتا ہون جو عقل اور نقل کی رو سے اس امام کی تصدیق کرتی ہے قرآن شریف مین چاند اور سورج کی سنت کے متعلق فرمایا ہے **قدرناہ منازل لتعلموا عدد السنین والحساب** سورج اور چاند کے نظام اور قانون پر نظر کرکے بہت سے حساب سمجھ سکتے ہو جنتریان بنا سکتے ہو جیسے دو اور دو چار ایک یقینی بات ہے اسیطرح یہ نظام بھی حق ہے اب اگر کوئی شخص میرزا صاحب کے دعوے کے متعلق پہلے دعوے کے وقت نقل صحیح سے کام لیتا تو یہ عقیدہ کیسی آسانی سے حل ہو جاتا تھا۔ تیرہ سو برس پیشتر کہا گیا تھا کہ اس مہدی کے وقت رمضان مین کسوف اور خسوف ہوگا اور اس سے پہلے کبھی نہین ہوا بت پرست قوم بھی سال سے پہلے جنتری لکھدیتی ہے مسلمانون کو غیرت کرنی چاہیئے تھی اور معلوم کرنا چاہیئے تھا کہ کس سال مین اجتماع ممکن ہے؟ ہندو جاہل جب پتری بناکر کسوف خسوف کے پتے دیتا ہے تو ایک مسلمان کو جس کی کتاب مین: - **لتعلموا عدد السنین والحساب** لکھا ہے سوچنا چاہیئے تھا کہ وہ وقت کب ہوگا۔ اور جب اسے وقت کا پتہ ملتا تو وہ تلاش کرتا کہ مدعی ہے یا نہین؟ اگر وہ مدعی کو پالیتا تو سوچ لیتا کہ آسمان کی بات میرے یا کسی کے تعلق مین نہین ہے نقل مین موجود ہے کہ اس کے وقت کسوف خسوف ہوگا اور عقل بتاتی ہے کہ یہ اجتماع کسوف خسوف کا فلان وقت ہوگا اور وہ وقت آگیا ہے اور مدعی موجود ہے۔ جب ان امور پر غور کرتا تو بات بالکل صاف تھی اور وہ مان سکتا تھا اور بڑی سہل راہ سے سمجھ سکتا تھا اگر اتنی عقل اور سمجھ نہ تھی تو دعوے کے وقت ہی حدیث کو دیکھ لیتا اور سن لیتا اور سوچتا کہ یہ حدیث کیسی ہے اور پھر کسی ہندو سے دریافت کرتا کہ یہ موقع کب ہوگا اور وہ اسے بتاتا کہ فلان سنہ مین ہوگا اور پھر جب وقوع مین آتا تو تسلیم کرکے اپنے تزکیہ کے لئے چلا آتا غرض یہ کیسی صاف اور روشن بات تھی لیکن اگر آسمان کی طرف نہیں دیکھ سکتا تھا اور اس کی نگاہ اتنی اونچی نہ تھی تو زمین مین ہی دیکھتا کہ اس کے لئے کیا نشان ہین! اور اس امر پر غور کرتا کہ قرآن تو اس لئے آیا ہے **لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ** اب اس دعوی کیموافق اس وقت کوئی اختلاف ہے یا نہین؟ اور پھر قرآن شریف اس اختلاف کے مٹانے کے لئے بس ہے یا نہین؟ پہلی بات پر نظر کرکے صاف معلوم ہوتا کہ اختلاف کثرت سے پھیلا ہوا ہے سب سے پہلا اختلاف توہمین اپنے ہی اندر نظر آتا ہم دیکھتے ہین کہ بعض صداقتین ہمارے اندر ہین جنکو ہم ایمانیات یا عقاید کہتے ہین اور پھر کچھ اعمال ہین جو یا نیک ہوتے ہین یا بد اب مطالعہ کرتے ہین کہ کیا وہ اعمال ان مسلمہ نیکیون اور صداقتون کے موافق ہین یا مخالف ہین؟ اگر اسکی مانی ہوئی نیکیان اور ہین اور نیک اعمال فی نفسہ اور ہین تو اس کے دل مین یہ تڑپ پیدا ہوتی کہ یہ پہلا اختلاف مٹنا چاہیئے (باقی آئندہ)

لاہور ٹمپرنس ایسوسی ایشن

یہ ایسوسی ایشن عرصہ تین سال سے نہایت کامیابی کیساتھ لاہور اور مضافات مین اشاعت ٹمپرنس کا کام کررہی ہے چنانچہ اس کا تیسرا سالانہ جلسہ ۲۵-۲۶- اکتوبر کو نہایت رونق اور کامیابی کیساتھ حویلی راجہ دھیان سنگھ مین منعقد ہوا۔ ۲۵ اکتوبر کو ۴ ۱/۲ بجے شام کے حویلی مذکورہ سے ایک جلوس نہایت شان وشوکت کیساتھ روانہ ہوا شہر کے بڑے بڑے بازارون سے گذر کر ۹ بجے شب کو واپس پہنچا۔

۲۶ اکتوبر کو صبح ۸ بجے سے ۱۱ بجے دوپہر تک پہلا جلاس نہایت رونق کیساتھ ہوا صدر جلسہ آنریبل نواب حاجی فتح علی خانصاحب

جہلم کے مباحثہ کے واقعات صحیحہ

(بقیہ مضمون)

جب دیکھا کہ حکام انتظام کو ناراضگی پیدا ہوگئی ہے تو پھر بمصداق شعر
بباید گفت اینک ماہ پروین
سعدی رحمتہ اللہ علیہ اگر شہ روز را گوید شب است این الخ سب کے سب حکام انتظام کے ہم آہنگ ہوکر ایک ہی آواز سے بولنے لگے اور اپنے مولوی صاحبان کی تعظیم بجا لاتے رہے آخر میر مجلس صاحب نے جلسہ برخاست کر دیا اور احمدی جماعت کو فرمایا کہ آپ لوگ ایک جانب ہوجائیں اور دوسرے فریق کو پہلے نکل جانے دین اور ان لوگونکو باہر نکل جانے کا حکم دیدیا مگر مولوی صاحبان کی خاطر ہونی ... ہوئی دیکھکر کچھہ دوسرے لوگ رکنے لگے اور جا کر پھر واپس رخ پھیرا تب حکام انتظام کے ہنٹرون نے وہ ... حاکمانہ کارروائی دکھلائی کہ جسکا نمونہ آگے تمام عمر مین نہ دیکھا گیا تھا پھر مولوی صاحبان بھی جاتے نظر نہ آئے اور میدان عیدگاہ مین سے یون گئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ اور عام لوگ بجائے دروازے مین سے نکلنے کے دیوار پر سے پھاند پھاند کر گئے +

جب میدان صاف ہوگیا تو مولوی ابو یوسف صاحب معہ اپنی جماعت کے باہر نکلے آگے دروازے مین جناب تحصیلدار صاحب اور میان دیوی سنگھہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر معہ دیگر اہل کاران کھڑے ہوئے تھے تحصیلدار صاحب نے مولوی صاحبکو دیکھکر جزاکم اللہ کہا اور ڈپٹی انسپکٹر صاحب نے بشاش بشاش چہرہ سے مولوی صاحب سے ہاتھ ملایا اور فرمایا کہ اب آپ امن اور چین سے بیٹھے رہیئے تب مولوی ابو یوسف صاحب بگھی پر سوار ہوکر اپنے فرودگاہ پر تشریف لے گئے اور شہر مین احمدی جماعت کو ہر طرف سے مبارکباد کی صدائین آنی شروع ہوئین اور تنور و نیر عورتون مین بھی یہ تذکرہ تھا کہ میرزائی جیت گئے فالحمد للہ علی ذالک یہ ہے انجام اس مباحثہ کا +

عشا کے وقت کچھہ رات گذری مولوی ابراہیم کی زبانی تحصیلدار صاحب کی وساطت سے ایک شخص نے وہ مضمون جو مولوی ابو یوسف صاحب نے سنایا تھا آکر طلب کیا جوابمین کہا گیا کہ وہ مضمون چھپکر شائع ہوگا تب مولوی صاحب کو ایک کاپی بھیجدی جاوے گی اور اس وقت مضمون مولوی ابو یوسف صاحب کے پاس موجود بھی نہین کسی اور شخص کے پاس رکھا گیا ہے اس کے بعد پھر مضمون کا کوئی مطالبہ نہین ہوا اور مولوی ابراہیم صاحب اسی شب کو رخصت ہوگئے دوسرے روز ۲۹ اگست سنہ ۱۹۰۲ء کو معتبر ذرائع سے سنا گیا کہ مولوی کرم الدین صاحب میر مجلس صاحب کے دولت خانہ پر عذر خواہی اور اعتراف قصور کے لئے تشریف لے گئے اور ملاقات کی درخواست کی مگر ادہر سے سوکھا جواب ملا جسکا سا منہہ لیکر واپس چلے آئے -

صدق اللہ العظیم - انی مہین من اراد اہانتک اے مسیح مین تیری اہانت کا ارادہ کرنے والے کی اہانت کرونگا +

اس روز تو مولوی کرم الدین صاحب نے اپنے جوش نفس سے بخانہ ایڈیٹر سراج الاخبار وعظ بھی کیا اور اپنے اندر کے بخار بھی نکالے مگر دوسرے روز یعنی ۳۰ اگست کی شام کو شیخ محی الدین اپیلنویس کو ہمراہ لئے ہوئے سیٹھہ احمد الدین صاحب کے مکان پر جہان مولوی ابو یوسف صاحب فرودکش تھے آپ تشریف لائے اور اپنے تمام حرکات ناشائستہ کی وجہ اپنا جوش نفس تبلایا اور اپنے قصورون کے معترف ہوکر مولوی ابو یوسف صاحب سے معافی کے لئے خواستگار ہوئے اور یہ بھی بیان کیا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب کی کتاب سیف چشتیائی کے متعلق جو کچھہ کارروائی ہوئی ہے وہ میری توسط سے ہوئی ہے اور مین نے ہی اصل کتاب مولوی محمد حسن مرحوم ساکن بہین کی جسکے نوٹون سے پیر صاحب نے اپنی سیف چشتیائی لکھی ہے حضرت میرزا صاحب کی خدمت مین بھیجی ہے تب مولوی ابو یوسف نے کہا کہ مولوی صاحب اللہ حسیبنا و حسیبکم ہمارا تمہارا اللہ کے ہان حساب ہے ہمنے تو اپنی عزت خدا کے دین کے لئے وقف کر رکھی ہے اور اپنی ذلت کا ہمارے دل پر کوئی بار نہیں ہماری عزت تو سب اسی مین ہے کہ خدا اور رسول اور ان کے پاک نائب حضرت مسیح موعود میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی عزت ظاہر ہو ہمیں ہم سے معاف کرانا یا نہ کرانا مساوی ہے آپ خدا سے معافی مانگین اور یہ دورنگی چھوڑ دین خدا تعالی کو راضی کرنے کی کوشش کرین تب مولوی کرم الدین صاحب نے دوبارہ کہا کہ آپ تو معاف کرین اسپر مولوی ابو یوسف صاحب نے فرمایا کہ ہماری طرف سے تو معافی ہے اور یہ بھی کہا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب کے متعلق جو کچھہ آپ کی خط و کتابت حضرت اقدس سے ہوئی ہے ہمنے سب پڑھی ہے تب مولوی کرم الدین صاحب یہ کہتے ہوئے کہ مولوی نورالدین صاحب اور حکیم فضلدین صاحب اور حضرت میرزا صاحب کی خدمت مین میرا السلام و علیکم عرض کر دین رخصت ہوئے اور مولوی ابو یوسف صاحب اپنی علالت طبع کی وجہ سے جلدی نماز خفتن ادا کر کے سو گئے اور علی الصباح اٹھکر اپنے ننھیال کو چلے گئے اور تیسرے دن واپس آکر دو ایکروز اور جہلم مین رہے اور دو ایک وعظ بھی فرمائے اور جمعہ کے دن جمعہ پڑھاکر رات کی ٹرین پر سیالکوٹ واپس ہوگئے اب خدا کے فضل سے اس مباحثہ کے اثر سے مخالف فریق کی شوراشوری اور غیر طبعی جوش قطعاً جاتا رہا ہے اور ایک سکوت کا عالم ہے بالآخر ناظرین اور خصوصاً ایڈیٹر سراج الاخبار انصاف کرے کہ کیا مولوی کرم الدین صاحب جنکی بات بات مین نفاق کا رنگ ظاہر ہوتا رہا ہے اور جنکا خاتمہ اور جہلم سے روانگی نفاق پر ہی ہوئی ہے ایسے مولوی قابل اعتبار اور قابل وثوق ہین اور کیا انکے بھی کسی قول اور فعل کا اعتبار ہو سکتا ہے

اب ذیل مین ہم تحصیلدار صاحب و میان دیوی سنگھہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر و مہر بہاول بخش صاحب ذیلدار کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہین جن کے حسن انتظام اور حفظ امن سے یہ مباحثہ نتیجہ خیز اور فائدہ بخش اہل انصاف ہوا اور

الزار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی ایڈیٹر و مالک مطبع کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا